

# آسان مسائل

حصہ چہارم



مولانا کاظمی

آئینہ معارف سنیہ میں سنی بیستانی فلسفہ اعلیٰ

یہ کتاب برقی شکل میں نشر ہوئی ہے اور شبکہ الاماین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

نام کتاب: آسان مسائل (حصہ چہارم)  
فتاوی: حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی سیستانی مدظلہ العالی  
ترتیب: عبد الہادی محمد تقی الحکیم  
ترجمہ: سید نیاز حیدر حسینی  
تصحیح: ریاض حسین جعفری فاضل قم  
ناشر: مؤسسہ امام علی، قم القدس، ایران  
کمپوزنگ: ابو محمد حیدری

## توجہ

وہ احکام شریعہ کہ جو دو بریکٹوں () کے درمیان بیان ہوئے ہیں، ان سے مراد احتیاط ہے، آپ کو اختیار ہے کہ احتیاط واجب کی صورت میں اسی پر عمل کریں یا پھر اس مسئلہ میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کریں، لیکن اس میں بھی اعلم کی مراعات ہونی چاہئے۔

دفتر مرجع تقلید حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی الحسینی سیستانی مدظلہ العالی  
قم المقدسہ، اسلامی جمہوری ایران

## مقدمہ

﴿رب اشرح لی صدری و یسر لی امری و احلل عقدہ من لسانی یفقیہوا قولی﴾

اے میرے رب؛ میرے سینہ کو کشادہ کر دے اور میرے کام کو آسان کر دے، اور میری زبان کی گرہوں کو کھول دے تاکہ وہ میری بات کو سمجھ سکیں۔،،

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی سیدنا محمد وآله الطیبین الطاہرین

میں نے کوشش کی ہے کہ میری کتاب،، الفتاویٰ المیسرہ،، کی روش سادہ، عام فہم، آسان، مکلفین و مولفین اور قارئین کے لئے جو روزمرہ اور عام بول چال کی زبان ہے، اس پر مبنی ہو اور میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ فقہی پیچیدہ اور مشکل اصطلاحات کو آسان اسلوب میں بیان کروں۔ اس جدید اور عام فہم اسلوب سے پڑھنے والے کا شوق بتدریج بڑھے گا اور اس کا میلان اس کو اپنے احکام دینی پر احاطہ کرنے کی صلاحیت عطا کرے گا۔

میں نے صرف ان اہم احکام کو اختیار کیا ہے جن کی مکلفین کو ضرورت ہے۔۔ اگر مکلفین اس سے زیادہ جاننا چاہتے ہیں تو وہ اپنی وسعت کے مطابق فقہ اسلامی کی بڑی کتابوں اور دوسرے رسائل عملیہ کی طرف رجوع کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں علم فقہ اور علم خلاق کی قربت کا اجاء اور اس کے عمل اور روح عمل کے درمیان ربط پیدا کرنا ہے۔

اس کتاب کو تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

## پہلا حصہ

ہم نے پہلے حصے کو عبادت سے مخصوص کیا ہے اور پھر عبادت کو نماز سے مخصوص قرار دیا ہے کیونکہ نماز اسلام کا وہ اہم رکن ہے کہ جس کے بارے میں پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”الصلوة عمود الدین ان قبلت قبل ما سواها وان ردت ردما سواها“

نماز دین کا ستون ہے اگر نماز قبول ہوگی تو تمام اعمال قبول ہو جائیں گے اور اگر نماز رد کر دی گئی تو تمام اعمال رد کر دیے جائیں گے،،

نماز تمام عبادات کا محور اور ان کا قلب، اس لیے کہ

”لا صلوة الا بطهور“

”نماز طہارت کے بغیر نہیں ہو سکتی“

پس بحث کا بیکر چاہتا ہے کہ نماز تک پہنچنے کے لئے تقلید کی گفتگو کے بعد ان نجاسات کا بیان شروع کروں کہ جو طہارت کو ختم کر دیتے ہیں۔ پھر ان مطہرات کا ذکر کروں کہ جو طہارت بدن کا سبب بنتے ہیں۔ اور ان سب کو بیان کرنے کے بعد نماز تک جاؤں، کیونکہ نماز تک پہنچنے کے لیے یہی مناسب ہے کہ نماز جیسی اہم عبادات بھی طہارات و پاکیزگی چاہتی ہیں جیسے روزہ و حج وغیرہ۔

### حصہ دوم

میں نے دوسرے حصے کو معاملات سے مخصوص کیا ہے جیسے بیع و شراء [خرید و فروخت] وکالت، اجارہ اور شرکت وغیرہ۔

### حصہ سوم

تیسرے حصے کو انسان کے احوال سے مخصوص کیا ہے۔ جیسے نکاح، طلاق، نذرو عہد اور قسم وغیرہ۔ اس کے فوراً بعد امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بارے میں گفتگو کی ہے۔ بحث کا اختتام دو مختلف قسموں پر ختم ہوا ہے اور اس بیان کے مطابق موضوعات کو مندرجہ ذیل سلسلہ کے مطابق منظم کیا ہے =  
تقلید سے متعلق گفتگو، نجاست کے متعلق گفتگو، طہارت سے متعلق گفتگو، جنابت، حیض، نفاس، استحاضہ، میت، وضو، غسل، تیمم، جہیرہ، نماز، دوسری نمازیں، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، تجارت اور اس کے متعلقات، نکاح، طلاق، نذرو عہد، وصیت، میراث، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے متعلق الگ الگ گفتگو کی گئی ہے۔

اس کتاب کا نسخہ نجف اشرف میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی مدظلہ العالی کے دفتر کی طرف سے خواہش مند حضرات کو اس تاکید کے ساتھ دیا گیا ہے کہ یہ آنحضرت کے فتوؤں کے مطابق ہے اور ان کے دفتر کی طرف سے اس نسخہ پر لازمی و ضروری اصلاح بھی ہوئی ہے تاکہ کتاب کا یہ نسخہ اس کے بعد آنحضرت کے فتوؤں کے مطابق کامل ہو جائے۔

امید ہے کہ اپنے مقصد و ہدف میں کامیاب ہو گیا ہوں اور میں ان لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس کام میں میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ خصوصی طور پر میں ان رفقاء کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ جو نجف اشرف میں معظم کے دفتر میں برسرِ پیکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھ کو بروز قیامت ان لوگوں کے ساتھ مشور فرمائے جن کے متعلق قرآن میں

ہے:

”اوتی کتابہ بیمنہ فیقول ہاؤم اقروا کتابیہ“ جس کا نوشتہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا لو آؤ میرے نوشتہ کو پڑھو اور میرا عمل خالص صرف اسی کے لئے قرار پائے ﴿یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم﴾

”اس روز نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد کام آئے گی مگر جس کو اللہ قلب سلیم عنایت کر دے“

﴿ربنا لا تو اخذنا ان نسینا او خطانا﴾

”پالنے والے ہماری خطا و نسیان کی باز پرس نہ فرما“

﴿غفر انک ربنا و الیک المسیر﴾

”اے ہمارے رب تو بخشنے والا ہے اور تیری ہی طرف بازگشت ہے“

والحمد لله رب العالمین

ترتیب عبدالبہادی محمد تقی الحکیم۔

## وصیت کے بارے میں گفتگو

میرے والد بزرگوار نے وصیت کے جلسہ کو مندرجہ ذیل حدیث کی روشنی میں شروع کیا:

جس میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

”الوصیة حق و قد اوصی رسول الله فینبغی للمسلم ان یوصی“

”وصیت حق ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت کی ہے پس مسلمان کے لئے سزاوار ہے کہ وہ وصیت کرے۔“

سوال: لیکن ابا جان بہت سے لوگ وصیت نہیں کرتے اور خیال کرتے ہیں کہ وصیت سے مراد یہ ہے کہ موت کا زمانہ قریب

آچکا ہے پس وہ لوگ وصیت سے موت کا تصور کرتے ہیں؟

جواب: وصیت مستحب ہے حالانکہ اس کے برخلاف تصور کیا جاتا ہے اور طول عمر کا باعث بنتی ہے پھر وصیت نہ کرنا مکروہ

ہے اور اس کا نہ کرنا اچھا نہیں ہے اور تمام چیزوں کے باوجود موت برحق ہے کیا ایسا نہیں ہے؟ بیٹا! ہاں موت برحق ہے خداوند

عالم نے اپنی کتاب کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿کل نفس ذائقة الموت﴾

”ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔“

اس آیت کو میں نے بہت سے لوگوں سے سنا ہے اور راستے میں واقع قبروں پر پڑھتا ہوں۔ موت برحق ہے اس سے ڈرنا اور

خوف نہیں کھانا چاہیے، والد صاحب اگر ایسا ہے تو پھر کیوں حقیقت سے فرار کیا جاتا ہے جو حتمی ہے؟ کیا ہمارے لئے مناسب

اور شائستہ نہیں ہے کہ ہم چاہیں حقیقت کو قبول کرنے والے ہوں یا اس پر کم عمل کرنے والے ہوں ہمیں ہر اس چیز کے لئے تیار

رہنا چاہئے جو آنے والی ہے اور جس سے بچنے کا کوئی چار کار نہیں اور نہ اس سے فرار ممکن ہے چاہے ہماری عمر طولانی ہو یا کم پس

یوں وہ نصیحت و اعتبار کا محور بن جائے گی۔

سوال: لیکن میں نہیں جانتا کہ انسان کو کس طرح وصیت کرنا چاہیے؟

جواب: تم پر مستحب ہی کہ جب تم وصیت کرو تو اس کی ابتداء اس وصیت سے کرو جس کو رسول اللہ ﷺ نے امام

حضرت علی علیہ السلام اور مسلمین کو تعلیم کیا۔

سوال: اور وہ کیا ہے؟

جواب: میرے والد صاحب اٹھے اور اپنی مائبریری کی طرف گئے اور جب واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی کہ جس کا نام الوسائل تھا انھوں نے اس میں سے اصل وصیت کو پڑھا جس کو رسول خدا ﷺ نے حضرت امام علی علیہ السلام اور مسلمانوں کو تعلیم فرمایا تھا جو وہ پڑھ رہے تھے میں اس کو لکھ رہا تھا کہ جو انھوں نے پڑھا اور میں آپ کے لئے نقل کر رہا ہوں۔

اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم اللهم اني اعهد اليك في دار الدنيا اني اشهد ان لا اله الا انت وحدك لا شريك لك وان الجنة حق و ان النار حق و ان البعث حق و الحساب حق والقدر والميزان حق و ان الدين كما وصفت والاسلام كما شرعت وان القول كما حدثت وان القرآن كما وصفت وانك انت الله الحق المبين جزى الله محمد اخير الجزاء وحيا محمدا وآل محمد بالسلام

اللهم يا عدتي عند كربتي وصاحبي عند شدتي ويا ولي نعمتي الهى واله آبائي لا تكلمنى الى نفسى اقرب من الشر وابعده من الخير فانس فى القبر وحشتى واجعل لى عهد ا يوم الفاك منشورا

پھر انسان اپنی ضرورت کے مطابق وصیت کرے جو چاہے لکھے۔

سوال: کس کے متعلق وصیت کی جاتی ہے؟

جواب: اپنی اولاد کے متعلق وصیت کرے، جو ابھی کم سن ہے ان کی حفاظت کے بارے میں وصیت کرے صلہ رحمی کے متعلق وصیت کرے، اپنی امانت اور قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں وصیت کرے نماز، روزہ، حج میں سے جو چیزیں قضاء ہو گئی ہوں ان کے سلسلہ میں وصیت کرے۔

اگر اپنے اموال میں سے پہلے جو خمس اور زکوٰۃ نکالنا اس پر واجب تھا اور اس کو اس نے ادا نہیں کیا تو ان کو ادا کرنے کی وصیت کرے۔

فقراء کو کھانا کھلانے کی وصیت کرے، تاکہ اس کا ثواب اس کو پہنچے اپنے بعد اپنے لئے خاص اعمال بجالانے کی وصیت کرے۔ اپنی طرف سے صدقہ دینے کی وصیت کرے، وصیت کرے، وصیت کرے، وصیت کرے، جو چاہے۔۔۔۔۔

میرے والد صاحب نے اس کے فوراً بعد کہا کہ جو وصیت کرے اس کے لئے چند ایک شرائط ہیں بالغ ہو، عاقل ہو اور اختیار و تمیز رکھتا ہو۔ پس سفیہ اور مجبور انسان کا اپنے مال میں وصیت کرنا صحیح نہیں ہے اسی طرح بچہ اپنے مال میں وصیت نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وہ بچہ دس سال کا ہو گیا ہو، اور اس کی وصیت اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے بارے میں خیر و نیکی پر مشتمل ہو، اور جس شخص نے جان بوجھ کر اپنی موت سے پہلے زہر کھا لیا ہو یا گہرا زخم لگا لیا ہو یا اسی طرح کا کوئی اور کام کیا ہو کہ جس بنا پر اس کی موت واقع ہو جائے تو اس صورت میں اس کا اپنے اموال میں وصیت کرنا صحیح نہیں ہے البتہ مال کے علاوہ دوسری چیزیں مثلاً اپنی تجہیز و تکفین کے متعلق وصیت کرنا صحیح ہے جو اس کی کم عمر اولاد کے شایان شان ہو۔

میرے والد نے مزید فرمایا:

جس شخص کو صاحب وصیت نے اپنی وصیت کے اجراء کے لئے معین کیا ہے اسی کو وصی کہتے ہیں۔ اور وصی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ وصیت کے امور کو کسی دوسرے شخص کے حوالہ کر کے خود اس سے الگ ہو جائے اور اس کو وصیت کے اجراء پر مقرر کر لے۔ ہاں وہ شخص کسی ایسے شخص کو کہ جس پر اس کو پورا بھروسہ ہو اسے وصیت کے امور کی انجام دہی کے لیے وکیل مقرر کر سکتا ہے جب کہ وصیت کرنے والے کی غرض یہ نہ ہو کہ خود وصی وصیت کے امر کو انجام دے۔

سوال: کیا وصیت میں یہ شرط ہے کہ وہ لکھی جائے؟

جواب: ہرگز نہیں بلکہ انسان زبانی بھی وصیت کر سکتا ہے، یا ایسا اشارہ کر سکتا ہے کہ جو اسکی مراد کو سمجھا دے اسی طرح ایسی تحریر ہو یا اس پر اس کے دستخط ہوں کہ جس سے اس کی موت کے بعد اس پر عمل کرنا ظاہر ہو تو کافی ہے۔ یعنی وہ تحریر وصیت کے عنوان سے ہو۔

سوال: کیا انسان اپنی وصیت کو صرف مرض کی ہی حالت میں لکھ سکتا ہے؟

جواب: ہرگز ایسا نہیں ہے۔ دونوں حالتوں میں لکھ سکتا ہے بیماری کی حالت میں بھی اور صحت و سلامتی اور عافیت کی حالت میں بھی۔

سوال: کیا انسان جس چیز کے بارے میں چاہے وصیت کر سکتا ہے؟

جواب: ہاں لیکن شرط یہ ہے کہ یہ وصیت گناہ اور معصیت کے متعلق نہ ہو، جیسے کسی ظالم کی مدد کرنا وغیرہ۔

سوال: اور کیا اموال یا دوسری باقی ماندہ چیزوں کے متعلق جس طرح وہ چاہے وصیت کر سکتا ہے؟

جواب: انسان کو حق ہے کہ وہ اپنے باقی ماندہ اموال اور اشیاء میں صرف ایک تہائی مال کے متعلق وصیت کر سکتا ہے یعنی اپنے مال کے صرف ایک تہائی حصہ میں وصیت جائز ہے۔

سوال: اور جب وصیت ایک تہائی مال سے زیادہ ہو تب کیا کرے؟

جواب: ایک تہائی مال سے زیادہ پر وصیت باطل ہے مگر یہ کہ ورثہ اگر اجازت دے دیں تو پھر اس وصیت پر عمل کیا جائے گا۔

سوال: اور جب وصیت پر عمل کرنا چاہیں تب کیا کریں؟

جواب: جس چیز کو وصیت کرنے والے نے چھوڑا ہے پہلے اس میں سے اسکے مالی حقوق کو الگ کیا جائے گا کہ جو اس کے ذمہ ہیں مثلاً اس کے مال سے اس کے قرض اور ضروری سامان کی قیمت کہ جس کو اس نے ادا نہیں کیا اور خمس یا زکوٰۃ یا رد مظالم وغیرہ جو اس کے ذمہ ہے اور واجب حج اصل مال سے ادا کیا جائے گا چاہے اس نے ان کے متعلق وصیت کی ہو یا نہ۔ یہ اس وقت ہے جب کہ اس نے ان چیزوں کے ادا کرنے میں تہائی مال سے نکالنے میں وصیت نہ کی ہو، اور اگر وصیت کی ہو تو پھر

تہائی مال سے ان کو ادا کیا جائے گا، پھر اس کے باقی ترکہ کے تین حصہ کئے جائیں گے اس میں سے ایک تہائی مال جس کے متعلق اس نے وصیت کی ہے، اور دو تہائی مال اس کے ورثہ کا ہوگا

سوال: جب وصیت کرنے والا کسی معین شخص کے لیے معین مبلغ یا گھر کی ملکیت یا گھر کا سامان دینے یا زمین کے ایک حصہ کو دینے کی وصیت کرتا ہے، وہ اپنے دفن کی کسی خاص جگہ یا اپنی تجہیز و تکفین کی کسی خاص روشنی کے مطابق وصیت کرتا ہے یا اس کے علاوہ کسی اور مخصوص چیز کی، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: اسے ان تمام چیزوں کی وصیت کرنے کا حق ہے، جب کہ اس کے اموال کی نسبت ان کی وصیت تہائی مال سے تجاوز نہ کرے۔

سوال: کبھی وصی کے پاس وصیت کرنے والے کی چیز کم ہو جاتی ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس میں افراط و تفریط نہ کی ہو، اور وصی نے اس کی حفاظت میں غفلت بھی نہ کی ہو، تو جو چیز وصی کے ہاتھ سے تلف ہو گئی ہے وصی اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ میرے والد نے مزید فرمایا، کہ جب تک انسان پر موت کے آثار طاری نہ ہوں اس وقت تک وصیت کرنا مستحب ہے۔ اور جب موت کے آثار اس پر طاری ہو جائیں تو پھر چند چیزیں اس پر واجب ہیں:-

(۱) اس کا وہ قرض کہ جس کے ادا کا وقت آگیا ہے، اور وہ اس کے ادا کرنے پر قدرت بھی رکھتا ہے تو اس کو ادا کر دے۔ لیکن جن قرضوں کے ادا کرنے کا وقت نہیں آیا، یا آگیا ہے۔ لیکن قرضداروں نے اس سے مطالبہ نہیں کیا، یا ان کے مطالبہ کرنے پر وہ قدرت نہیں رکھتا تو پھر اس پر واجب ہے کہ ان کے متعلق وصیت کرے۔

(۲) تمام امانتوں کو ان کے مالکوں کو واپس کر دے یا امانت رکھنے والوں کو خبر دے دے کہ ان کی امانتیں اس کے پاس ہیں یا ان کے واپس کرنے کی وصیت کر دے۔

(۳) اگر خمس و زکوٰۃ یا رد مظالم اس کے ذمہ ہیں تو اگر ان کے ادا کرنے پر قادر ہے تو ادا کرے۔

(۴) اگر نماز اور روزے میں سے کوئی چیز اس کے ذمہ ہے تو ان کے ادا کرنے کے بارے میں وصیت کرے کہ اس کی طرف سے اس کے مال میں سے کسی کو اجارہ دیکر نماز اور روزہ ادا کروائیں بلکہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو اور احتمال یہ ہو کہ کوئی شخص ٹوٹا۔ اس کی طرف سے اس کی قضا کر دے گا تو اس صورت میں بھی وصیت کرے۔

(۵) اگر کسی کے پاس اس کا مال ہے تو اس کے ورثہ کو خبر دے یا کسی ایسی جگہ مال ہے کہ جس کے متعلق کسی کو اس کے علاوہ خبر نہیں تو اس کے بارے میں بتا دے تاکہ اس کی وفات کے بعد ورثہ کا حق ضائع نہ ہو۔

سوال: آپ نے اس گفتگو کے شروع میں بتایا کہ وصیت مستحب ہے پس اگر کوئی انسان وصیت نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: تو (اس مرنے والے) کا حق اس تہائی مال میں سے ختم ہو جائے گا کہ جو اس نے چھوڑا ہے اس کا ترکہ خاص ضابطہ کے مطابق ورثہ پر تقسیم کر دیا جائے گا۔

سوال: اور وہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

جواب: یہ آنے والی گفتگو میں انشاء اللہ بیان کیا جائے گا۔

## وراثت کے متعلق گفتگو

میرے والد صاحب نے میراث کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: ہم میراث کے باب میں اقرباء کی تقسیم تین طبقات پر کر سکتے ہیں

### پہلا طبقہ:

ماں، باپ، اولاد اور اولاد کی اولاد اور اسی طرح جتنا نیچے سلسلہ چلا جائے اور اس کے علاوہ اگر صلبی بچہ موجود ہے تو پوتے اور نواسے کو میراث نہیں ملے گی۔

سوال: ابا جان - پوتا اور نواسہ کون ہے؟

جواب: بیٹے کے فرزند کو پوتا اور بیٹی کے فرزند کو نواسہ کہتے ہیں؟

### دوسرا طبقہ:

بھائی اور بہنیں۔ ان کی عدم موجودگی میں ان کی اولاد، دادا، دادی، نانا، نانی اور جتنا یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور جب بھائی کی اولاد ہو اور ان کی اولاد کی اولاد ہو تو پھر جو میت سے زیادہ قریب ہے وہ میراث پائے گا۔

سوال: مثلاً بھائی کا فرزند موجود ہے تو کیا اس کے ہوتے ہوئے اس کے پوتے کو میراث نہیں ملے گی؟

جواب: نہیں۔

### تیسرا طبقہ:

چچا، مامو، پھوپھیاں اور خالائیں، اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو پھر ان کی اولاد میراث پائے گی۔ اور ان میں سے جو سب سے زیادہ قریب ہو گا وہ میراث پائے گا، اس طرح کہ چچا یا ماموں یا پھوپھی، یا خالہ کی موجودگی میں ان کی اولاد میراث نہیں پائے گی، مگر ایک حالت میں کہ جو فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

سوال: آپ نے اقرباء کی تقسیم اس طرح طبقات کے ذریعہ کیوں کی ان کو اس طرح تقسیم نہیں کیا کہ جس طرح پہلی تقسیمات میں آپ نے چیزوں کی تقسیم اقسام کے ذریعہ کی۔

میرا مقصد یہ ہے کہ آپ نے کیوں اقرباء کی تقسیم طبقات کے ذریعہ کی اور یہ نہیں کہا کہ ان کی تین قسمیں ہیں:  
جواب: تمہارا سوال بہت اچھا ہے میراث کے باب میں جب تک پہلے طبقے والا فرد موجود ہے تب تک دوسرے طبقے والے کو میراث نہیں ملے گی۔ لہذا فقہاء نے ان کو ایک طبقہ کے بعد دوسرے طبقہ میں بیان کیا ہے۔

سوال: اگر متوفی کے قرابتدار ان تینوں طبقوں میں سے کوئی نہ ہو جن کو آپ نے بیان کیا ہے تو کیا حکم ہے؟  
جواب: تو ایسی صورت میں متوفی کے ماں، باپ کے چچا، ماموں اور متوفی کے ماں باپ کی پھوپھیاں اور خالائیں اور ان کی اولاد میراث پائی گی۔

سوال: اگر وہ بھی نہ ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: مرنے والے کے دادا، دادی، نانا، نانی، کے چچا، ماموں، پھوپھیوں، اور خالائوں کو میراث ملے گی اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد کی اولاد کو ملے گی۔ یہ سلسلہ جتنا نیچے تک چلا جائے شرط یہ ہے کہ عرف عام میں میت کی قرابت صدق کرتی ہو اور یہ جانتے ہوئے کہ ان میں جو سب سے زیادہ قریب ہے وہ اس پر مقدم ہے جو میت سے زیادہ دور ہے۔

سوال: آپ نے مجھ سے شوہر اور زوجہ کے متعلق تو کوئی ذکر ہی نہیں کیا کہ ان مذکورہ تین طبقوں میں سے کون سے طبقہ میں شمار کیا جائے گا؟

جواب: دونوں خاص ضابطہ کے تحت وارث ہیں ان دونوں کو ان طبقات سے خارج نہیں کیا جائیگا بلکہ وہ دونوں تمام طبقات میں شریک ہیں۔

سوال: پہلے میں آپ سے طبقہ اول کی میراث کے بارے میں سوال کرتا ہوں پھر دوسرے اور تیسرے طبقے کے بارے میں پوچھوں گا۔

جواب: پوچھو، جو پوچھنا چاہو؟

سوال: جب پہلے طبقے میں سوائے میت کی اولاد کے کوئی اور نہ ہو تو کیا تمام مال کے وہی وارث ہوں گے۔؟

جواب: تمام مال کے وہی وارث ہوں گے۔

سوال: اگر ایک ہی بیٹا یا ایک ہی بیٹی ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: تمام مال کا وارث لڑکا یا لڑکی ہوگی۔

سوال: لیکن اگر ان میں مرد اور عورت دونوں موجود ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: ”للذکر مثل حظ الانثیین“،۔

”مرد کے لیے عورتوں کا دو گنا حصہ ہے“۔

سوال: کیا لفظ ولد کا اطلاق لڑکے اور لڑکی دونوں پر ایک ساتھ ہوتا ہے یا صرف لڑکے پر ہی ہوتا ہے جیسا کہ ہمارے یہاں مشہور ہے؟

جواب: ولد کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿يُوْصِيْكُمْ اللّٰهُ فِىْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ الْاُنثٰىيْنَ﴾ -

اللہ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔“  
سوال: اگر ہم فرض کریں کہ متوفی نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی چھوڑی ہے تو ان کے درمیان کس طرح میراث تقسیم کی جائے گی؟

جواب: میت کے مال کے تین حصے کئے جائیں گے ان میں سے دو حصے بیٹے کو اور ایک حصہ بیٹی کو دیا جائے گا۔

سوال: اور جب میت کے پہلے طبقہ میں والدین کے علاوہ اور کوئی نہ ہو اور ان میں سے ایک مرگیا ہو اور ایک زندہ ہو اور اس کا کوئی بھائی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: تو جو زندہ ہے وہ تمام مال کا وارث ہو گا۔

سوال: اگر میت کے ماں باپ دونوں زندہ ہوں اور اس کا کوئی بھائی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: باپ مال کا دو تہائی حصہ لے گا اور ماں باقی کا ایک تہائی حصہ لے گی۔

سوال: اگر میت کے ماں باپ دونوں زندہ ہوں اور میت کی ایک بیٹی ہو اور کوئی بھائی نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: مال کا ایک پانچواں حصہ باپ اور ایک پانچواں حصہ ماں کو اور باقی کے پانچ تہائی حصے لڑکی کو دیئے جائیں گے۔

سوال: اور اگر میت کے ماں باپ میں سے کوئی ایک لڑکیوں کے ساتھ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: مال کا چھٹا حصہ باپ کو یا ماں کو دیا جائے گا اور باقی مال اولاد کے درمیان: ”للذکر مثل حظ الانثیین“ کے مطابق تقسیم

کر دیا جائے گا۔

سوال: اب ہم دوسرے طبقہ کی طرف چلتے ہیں آپ نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ بھائی دوسرے طبقہ میں ہیں؟

جواب: ہاں یہ صحیح ہے۔

سوال: جب کہ میت کا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: بھائی اور بہن کو تمام مال ملے گا۔

سوال: اور جب میت کے متعدد پدری اور مادری بہن بھائی ہوں تو کیا کیا جائے گا؟

جواب: اگر سب کے سب بھائی ہوں یا سب کی سب بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر کچھ بھائی اور کچھ بہنیں ہوں تو ”لذکر مثل حظ الانثیین“

کے مطابق عمل کیا جائے گا، یعنی مرد کو عورت کا دو گنا ملے گا۔ یہ اس وقت ہے جب کہ تمام بھائی، بہنیں پدری و مادری ہوں یا صرف پدری ہوں لیکن اگر تمام مادری تو ان کے درمیان مال برابر کا تقسیم ہوگا۔

سوال: خوب، پچا اور پھوپھی تیسرے طبقہ میں ہیں کیا ایسا نہیں ہے؟

جواب: ہاں ایسا ہی ہے اور ماموں اور خالہ بھی تیسرے طبقہ میں ہیں۔

سوال: فرض کیجئے کہ متوفی کا کوئی نہیں ہے سوائے ایک پچا یا ایک پھوپھی کے تو کیا حکم ہے؟

جواب: تمام مال پچا یا پھوپھی کا ہے۔

سوال: اور جبکہ متعدد پھوپھیاں ہوں تو؟

جواب: سب کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا۔

سوال: جب میت کے ایک پچا اور ایک پھوپھی یا اس سے زیادہ ہوں اور اسی کے ساتھ ایک مامویا ایک خالہ یا اس سے زیادہ ہوں تو؟

جواب: مال کے تین حصے کئے جائیں گے دو حصے پچا اور پھوپھی اور ایک حصہ ماموں اور خالہ کو دیا جائے گا۔

سوال: شوہر اور زوجہ کی میراث کا کیا حکم ہے؟

جواب: میراث میں زوجہ کے لئے مخصوص حکم ہے شوہر کے کچھ ترکہ میں اس کی زوجہ اصلاً وارث نہ ہوگی نہ اس چیز میں کہ جو

شوہر نے چھوڑی ہے اور نہ اس کی قیمت میں جیسے ہر قسم کی زمین چاہے گھر کی ہو یا کھیتی وغیرہ کی پس شوہر کی زمین میں زوجہ کا کوئی

حصہ نہیں ہے۔ نہ اصل زمین میں اور نہ اس کی قیمت میں، اور کچھ اموال ایسے ہیں کہ خاندان میں زوجہ کا کوئی حصہ نہیں ہے لیکن

ان کی قیمت میں زوجہ کا حصہ ہے۔ اور ایسا درختوں اور کھیتی اور دوسری ان چیزوں میں ہے جو غیر منقولہ ہیں۔ ان چیزوں میں

سے وہ اپنے حصے کی قیمت لے سکتی ہے۔ اور وہ قیمت زوجہ کو ادا کرتے وقت بازار کی قیمت کے مطابق ہو، جس کو ماہرین نے

طے کیا ہو اور تمام ورثہ کو زوجہ کی میراث کے حصہ میں حتیٰ اس کی قیمت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: زمین، درخت، کھیت اور گھر کے علاوہ جو شوہر کا چھوڑا ہوا ترکہ ہے ان میں زوجہ میراث پائے گی؟

جواب: ہاں دوسرے ورثہ کی طرح زوجہ بھی باقی چیزوں میں میراث پائے گی۔

سوال: اور کیا شوہر اپنی زوجہ سے میراث پائے گا؟

جواب: ہاں وہ مال جو زوجہ نے چھوڑا ہے اگر وہ منقولہ ہے تو اس میں وہ میراث پائے گا اور جو غیر منقولہ ہے مثل زمین، درخت، گھر وغیرہ کے اس میں وہ میراث نہیں پائے گا۔

سوال: اگر زوجہ مر جائے اور اس کا شوہر زندہ ہو اور اس کی کوئی اولاد اس شوہر سے نہ ہو اور نہ اس کے علاوہ اور کسی سے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو مال زوجہ نے چھوڑا ہے اس کا آدھا حصہ شوہر کا ہے اور دوسرا حصہ باقی تمام ورثہ کا ہے۔

سوال: اگر زوجہ کا کوئی فرزند ہو تو؟

جواب: چوتھائی حصہ شوہر کو اور باقی تمام ورثہ کو ملے گا۔

سوال: اب اس کے برعکس سوال کریں اور کہیں کہ اگر شوہر مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور اس کی زوجہ زندہ ہو تو وہ اپنے شوہر کی میراث میں کتنا حصہ پائے گی؟

جواب: زوجہ کو چوتھائی حصہ اور باقی حصہ ورثہ کو ملے گا۔

سوال: اگر شوہر کا اس سے یا کسی دوسری زوجہ سے فرزند ہو تو پھر کیا حکم ہے؟

جواب: زوجہ کو آٹھواں حصہ اور باقی مال دوسرے ورثاء کو ملے گا۔ میرے والد نے فرمایا میراث کے دوسرے بھی فرائض و مسائل ہیں جن پر فقہ کی کتابوں میں سیر حاصل بحث ہوئی ہے، جب تم کو ضرورت پڑے تو ان کی طرف رجوع کرو۔ اس کے اختتام میں تمہارے لئے بعض امور کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

(۱) بڑے بیٹے کو باپ کے مال میں سے قرآن، انگوٹھی، تلوار اور کپڑے (چاہے انہیں اس نے استعمال کیا ہو یا نہ کیا ہو) بغیر تقسیم کے دیئے جائیں گے اور اگر کئی قرآن اور کئی تلواریں اور انگوٹھیاں ہیں تو بڑا لڑکا دوسرے ورثہ سے مصالحت کر لے اور یہی حکم رحل، بندوق خنجر وغیرہ کے متعلق بھی ہے۔

(۲) قاتل مقتول کی میراث نہیں پائے گا جبکہ قتل جان بوجھ کر اور ناحق کیا گیا ہو لیکن اگر قتل غلطی سے ہو تو پھر مقتول کا قاتل وارث ہوگا۔

(۳) مسلمان کافر کا وارث ہو سکتا ہے اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔

## وقف کے بارے میں گفتگو

میں نے اپنے والد محترم سے وقف کے بارے میں اس طرح گفتگو کی کہ میں نے ان سے عرض کیا:  
میں نجف اشرف اور کربلا مقدسہ میں ائمہ معصومین علیہم السلام کے روضوں کی زیارت کے لئے گیا تو میں نے جگہ جگہ ”وقف“ کی لکھی ہوئی عبارت دیکھی۔

دعاؤں کی کتابوں، قرآن مجید، پنکھوں اور دوسری چیزوں پر وقف کی عبارت جلی حروف میں لکھی ہوئی ہے اور میں بعض دفعہ عمارتوں، مساجد، امام بارگاہوں، چراغوں، پنکھوں، اور دوسری چیزوں مثلاً پانی کے حوض اور شارع عام پر وقف کی تحریر لکھی ہوئی دیکھتا ہوں۔

جی ہاں وقف شدہ املاک کے ضوابط، وقف کے مطابق رعایت کرنا ضروری ہوتا ہے جب واقف شرائط شرعیہ کے مطابق کسی چیز کو وقف کر دیتا ہے، تو وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے وقف ایک ایسا مال ہوتا ہے جس کو ہبہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس کو بیچا جاسکتا ہے سوائے چند مخصوص احوال کے کہ جن کے موارد فقہ کی بڑی بڑی کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ میرے والد نے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے مزید کہا: کبھی وقف، موقوف علیہ کے لئے ہوتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنی ملکیت کو اپنی اولاد، ہمسائیوں یا دوستوں وغیرہ کے لئے وقف کرے۔

اور کبھی واقف کسی شخص کو ملکیت کے لئے متعین کرتا ہے کہ وہ اس عمارت وغیرہ کی دیکھ بھال کرے گا، اس کو متولی کہتے ہیں۔

سوال: کیا وقف کے لئے کوئی خاص صیغہ پڑھنا پڑھتا ہے؟

جواب: جی نہیں؛ بلکہ اس کے لئے کوئی خاص زبان بھی نہیں ہے۔ جیسے اگر کوئی بلڈنگ تعمیر کروائے جس طرح مساجد تعمیر کروائی جاتی ہیں تو یہ مسجد ہونے کے لئے کافی ہے۔ میرے والد نے فرمایا میں تمہارے لیے بعض ان چیزوں کو بیان کرتا ہوں جو وقف میں معتبر ہیں:-

(۱) وقف میں استمرار اور دوام شرط ہے پس اگر واقف کسی معینہ مدت تک کے لئے وقف کرے تو وقف صحیح نہیں ہوگا۔

سوال: اس سلسلے میں میرے لئے ایک مثال بیان کیجئے،

جواب: مثلاً اگر انسان اپنے گھر کو فقراء پر ایک سال کے لئے وقف کرے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ وقف مستقل اور

دائمی نہیں ہے۔

(۲) موقوف علیہ (یعنی جن لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے) میں خود واقف نہ ہو اگرچہ وہ دوسروں کے ضمن میں ہی کیوں نہ ہو۔

سوال: مثلاً؟

جواب: جب انسان کسی زمین کو اپنے لیے وقف کرے کہ اس میں اس کو مرنے کے بعد دفن کیا جائے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے۔

سوال: جب انسان اپنے گھر کو وقف کرے معین اشخاص پر مثلاً یا اپنے اقرباء کے لئے تو اس کا کیا حکم ہے؟  
جواب: ان لوگوں کے قبضہ کے بعد وقف صحیح ہے، کیونکہ اوقاف خاص موقوف علیہ کے یا ان کے وکیل یا ان کے ولی کے قبضہ کے بغیر صحیح نہیں ہے۔

سوال: کبھی وقف شدہ مال موقوف علیہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے؟  
جواب: یہ چیز قبضہ میں کافی ہے کسی نئے قبضہ کی ضرورت نہیں ہے۔

سوال: اور اوقاف عام کو کون قبضہ میں لے گا؟  
جواب: وقف عام کے صحیح ہونے میں قبض کی شرط نہیں ہے۔

سوال: آپ نے فرمایا کہ وقف میں دوام و استمرار شرط ہے پس واقف کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مدت معینہ کے لیے وقف کرے اور جب اس کی مدت پوری ہو جائے تو وہ اس کی ملک میں پلٹ جائے؟

جواب: ہاں اگر واقف کا ارادہ دائمی نہیں ہے تو وہ اپنی ملکیت کو معین مدت تک کے لیے دے سکتا ہے لیکن وقف نہیں کر سکتا۔ وہ اپنی ملکیت کو مخصوص سمت اور مخصوص شخص کو مدت پوری ہونے سے پہلے اس کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں ہے اور جب مدت پوری ہو جائے گی تو ہر شئی اپنی پہلی حالت کی طرف پلٹ جائے گی۔

میرے والد نے یہ کہہ کر سر کو نیچے جھکا دیا اور گہری سانس لی کہ جیسے انھیں جس کا ذکر کرتے ہوئے کوئی غمگین چیز یاد آگئی ہو میں نے ان کے غمگین افکار کے سلسلہ کو توڑتے ہوئے کہا کہ:-

سوال: اس سلسلہ میں مجھے مثال دیکر سمجھائیے؟

جواب: مثال کے طور پر کسی گاڑی (بس، موٹر) کا مالک یہ کہے کہ میں اپنی گاڑی کو دس سال کیلئے حجاج بیت اللہ الحرام کو لانے، لے جانے کے لئے دیتا ہوں جب مدت پوری ہو جائے گی تو گاڑی اپنے مالک کی ملکیت میں پلٹ جائے گی۔

سوال: اگر فرض کیا جائے کہ یہ شخص اپنی اس مدت معینہ کے ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو کیا اس کی یہ گاڑی (موٹر، بس) اس کے ورثہ کی طرف پلٹ جائے گی تاکہ وہ میراث کے مطابق آپس میں اس کی تقسیم کر لیں؟

جواب: اگر اپنی اس چیز کو دے نئے والا مر جائے اور اس کی یہ چیز معینہ مدت تک باقی رہے یہاں تک کہ اس کی مدت ختم ہو جائے تو وہ چیز اس کے ورثہ کی طرف پلٹ جائے گی پھر ان کو اس چیز میں تصرف کرنے کا حق ہے۔

سوال: کیا کسی انسان کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی کسی ملکیت کو کسی معین شخص کے لئے اپنی مدت حیات تک دے دے؟  
جواب: ہاں اس کو اس کا حق حاصل ہے اور اس کو اس چیز کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں ہے جب تک وہ زندہ ہے، جب مر جائے تو پھر وہ چیز اس کے وارثوں کی طرف پلٹ جائے گی۔

سوال: جب کوئی مالک کسی شخص سے کہے کہ میں نے اپنے اس گھر کو تیرے اور تیری اولاد کے رہنے کے لیے دیا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک وہ شخص اور اس کی اولاد اس گھر میں رہیں تب تک مالک کو گھر کی سکونت میں رجوع کرنے کا حق نہیں ہے پس جب وہ مر جائیں تو وہ گھر اس کی یا اس کے وارثوں کی ملکیت میں پلٹ جائے گا۔

سوال: اور جب کسی سے کہا جائے کہ میں نے اپنے گھر کی سکونت تیری مدت حیات تک تجھے دے دی اور وہ گھر کا مالک اس سے پہلے مر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: مالک کے ورثہ کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اس شخص کو اس گھر سے نکالیں۔ پس جب وہ شخص مر جائے تو وہ گھر وارثوں کی طرف پلٹ جائے گا۔

سوال: کیا شوہر کیلئے جائز ہے کہ وہ اپنے باغ کے تہائی حصہ کو اپنی زوجہ کو دے دے تاکہ وہ اس کی درآمد سے تادیت حیات استفادہ کرے اور زوجہ کے مرنے کے بعد وہ شوہر کے ورثہ کی طرف پلٹ جائے؟

جواب: ہاں ایسا کرنا جائز ہے۔

سوال: کیا مسجد کے لئے وقف شدہ فرش کو، یا ولی عارضی طور پر شادی یا دوسری کسی مناسبت میں استعمال کر سکتا ہے؟  
جواب: جب وقف مخصوص ہو تو پھر اس کو دوسری چیزوں میں استعمال کرنا جائز نہیں۔

سوال: کیا اس کو اجرت پر دینا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں ہے۔

سوال: وہ مسجد جو وقف شدہ مال سے بے نیاز ہے اس کا مال کسی دوسری مسجد میں استعمال کیا جاسکتا ہے؟

جواب: جب کہ وہ مسجد اس مال سے بے نیاز ہو اور مستقبل قریب میں بھی اسے ضرورت نہ ہو اور ضرورت پڑنے تک اس مال کی حفاظت کرنا یا اس کو ذخیرہ کرنا آسان نہ ہو تو پھر اس مسجد کے ان تمام ضروریات پر وہ مال خرچ کیا جائے جو واقف کے مقصد کے قریب تر ہو یا دوسری مسجد کی مرمت میں خرچ کیا جائے گا۔

## امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق گفتگو

میرے والد نے فرمایا: تم نے بہت سے احکام شرعیہ کو جان لیا ہے کہ جن کی تم کو ضرورت تھی اور بہت سی چیزوں کو جان لیا ہے۔ اب تم نے خداوند عالم کے بعض احکام کو جان لیا ہے اور ان کے واجبات کی بھی حسب ضرورت تم پر وضاحت ہو گئی ہے اور ان کے بعض محرمات (حرام چیزوں) کو بھی یاد کر لیا ہے۔ اب میں تمہارے سامنے وہ چیز بیان کرتا ہوں کہ جس کو اس سے پہلے بیان نہیں کیا گیا۔

اس وقت تمہارے اوپر واجب ہے کہ تم ماضی کی تمام سختیوں کو یاد کرو۔ آج تم اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کرو، اور اپنے دل کی گہرائی سے حزن و ملال اور حیرت کے ساتھ پروردگار کی بارگاہ میں یوں عرض کرو۔“

الہی اعلم انک کلفتی ،ولکنی لا اعلم بما ذا کلفتی“

”پالنے والے میں جانتا ہوں کہ تو نے مجھے مکلف بنا دیا ہے۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ تو نے مجھے کس چیز کا مکلف بنایا ہے۔“

پالنے والے؛ مجھ پر ضروری ہے کہ میں جان لوں کہ تو نے کس چیز کو مجھ پر حلال کیا تاکہ میں اس کو انجام دوں۔ اور کس چیز کو تو نے حرام قرار دیا ہے، تاکہ میں اس سے پرہیز کروں۔

اس وقت تمہیں جان لینا چاہیے، تمہارے ہم عمر یا تم سے بڑے لوگ بہت زیادہ ہیں جو پڑھ رہے ہیں، وہ مدت سے تمہارے ساتھ رہتے ہیں اور تمہاری تمام مشکلات و مصائب میں وہ تمہارے شانہ بشانہ رہے ہیں۔ اور تم خدا کی بارگاہ میں عرض کرو، کہ اے خدایا! فقہ اسلامی کی کتابوں کے مطالب کو جیسا تو چاہتا ہے میرے اوپر روشن اور آشکار بنا دے اور میری مدد فرما، تاکہ میں ان کو تیری مرضی کے مطابق سمجھ سکوں۔ فعلا جن چیزوں کا سیکھنا ضروری تھا وہ تم سیکھ چکے، اور کچھ احکام فقہ کا تم نے ذخیرہ کر لیا ہے۔ اب تم کو قرآن مجید کے اس قول کے مطابق ان پر عمل کرنا چاہئے۔

﴿ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر و اولئک ہم المفلحون﴾

”اور تم میں سے کچھ لوگ ہوں جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں اور اچھی باتوں کا حکم کریں اور بری باتوں سے روکیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“ پس تم بھی لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت دو اور انھیں اچھائی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔

سوال: والد صاحب میں کس چیز کا حکم کروں اور کس چیز سے منع کروں؟

جواب: جس نیکی اور اچھائی کو تم جانتے ہو اس کا حکم کرو اور جس کو تم برائی سمجھتے ہو اس سے روکو۔

سوال: لیکن ابا جان؛ مجھے دو سرے لوگوں سے کیا مطلب جو شخص برائی کر رہا ہے میرا اس سے کیا تعلق ہے۔ کہ میں اس کو ترک کرنے کا حکم دوں، میں کیوں لوگوں کے معاملات میں مداخلت کروں، اور ان کو نیکی اور اچھائی کا حکم کروں، اور برائیوں سے روکوں، میں خود اچھا کام انجام دوں اور برائی سے اپنے آپ کو روکوں کیا یہ کافی نہیں ہے؟

جواب: اے بیٹا! آج کئے بعد ایسی بات نہ کہنا اور دوبارہ اس کی تکرار نہ کرنا۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کچھ مراتب میں واجب کفائی ہیں اور اگر کسی نے بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فرائض کو انجام نہ دیا مثلاً نہ نے، نہ تم نے اور نہ ہمارے علاوہ کسی اور نے، تو ہم سب کے سب گناہ گار ہوں گے اور خداوند عالم کے غضب اور اس کی ناراضگی کا باعث بنیں گے، اور اگر ہم میں سے کسی ایک نے بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انجام دے دیا تو پھر تمام لوگوں سے اس کا وجوب ساقط ہو جائے گا کیا تم نے خدا کے اس قول میں غور نہیں کیا؟

﴿وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

”تم میں سے کچھ لوگ ہوں جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور انہیں اچھی باتوں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“ یہ آیت پہلے بیان ہو چکی ہے، کیا تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کو نہیں سنا کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں:

لا تزال امتی بخیر ما امر و بالمعروف ، ونهوا عن المنکر و تعاونوا علی البر الخ“

”جب تک میری امت اچھائی اور نیکی کا حکم کرے گی اور برائی سے روکے گی اور نیکی پر ایک دوسرے کی مدد کرے گی اس وقت تک میری امت سے خیر ختم نہیں ہوگا۔ اور جب وہ یہ کام ترک کر دے گی تو اس سے برکتیں اٹھالی جائیں گی اور ان میں سے بعض کو بعض پر مسلط کر دیا جائے گا۔ اور ان کا زمین اور آسمان میں کوئی مددگار نہ ہوگا“ کیا تم نے امام علی علیہ السلام کا یہ قول نہیں پڑھا:

” لا تتركوا الامر بالمعروف والنهي عن المنکر فيولى عليكم شراركم ثم تدعون فلا يستجاب لكم“؟

”امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک نہ کرنا ورنہ بدکار لوگ تم پر حاکم ہو جائیں گے۔ پھر تم ان کو بلاؤ گے تو وہ تمہاری آواز پر لبیک نہ کہیں گے“ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

” ان الامر بالمعروف والنهي عن المنکر سبيل الانبياء ، ومنهاج الصلحاء فريضة عظيمة بها تقام الفراض ، وتامن المذاهب ، وتحل المكاسب وترد المظالم، وتعمر الارض، وينتصف من الاعداء ويستقيم الامر“

”امر بالمعروف ونہی عن المنکر انبياء اور صالحين کا راستہ ہے، یہ ایک ایسا عظیم فریضہ ہے کہ جس کے ذریعہ واجبات ادا ہوتے ہیں اور نیک راہیں محفوظ، اور کاروبار حلال، مظالم دور ہوتے ہیں، زمینیں آباد، دشمنوں سے انصاف اور مشکلات حل ہوتے ہیں“ اور نیز آپ ہی کا یہ ارشاد ہے:

” الامر بالمعروف والنهي عن المنکر خلقان من خلق الله، فمن نصرهما اعزه الله ومن خذ لهما خذله الله“

”امر بالمعروف ونہی عن المنکر دو مخلوق خدا ہیں، جو شخص ان دونوں کی مدد کرے گا تو خدا اسے عزت عطا کرے گا اور جو ان کو ذلیل و رسوا کرے گا تو خدا اس کو ذلیل و رسوا کرے گا“

”كلکم راع كلکم مسؤول عن رعیتہ“

”تم میں سے ہر ایک اپنے اپنے گروہ اور جماعت کا نگہبان اور ذمہ دار ہے“

ہاں میں نے پڑھا ہے؛

پس اس بنا پر تم بھی اپنی جماعت اور گروہ کے ذمہ دار ہو، جو شخص ذمہ دار اور نگہبان ہوتا ہے اس کی ذمہ داریوں اور واجبات و حقوق میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ یا تم ان سب چیزوں کے بدلے یہ کہہ سکتے ہو کہ میں یہ فضول کام کیوں کروں میں کسی کے معاملات میں مداخلت کیوں کروں یہ میرے لیے زیبا نہیں۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کوئی فضول چیز نہیں ہیں اور یہ دونوں کسی کے معاملہ میں مداخلت بھی نہیں، یہ تمہاری شان کے خلاف نہیں، بلکہ تمہاری شان کے عین مطابق ہیں۔ پس جس ذات نے تم پر نماز، روزہ، حج اور خمس کو واجب کیا ہے اسی نے تم پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو واجب قرار دیا ہے۔

سوال: لیکن میں کوئی مولوی نہیں ہوں کہ جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں؟

جواب: کس نے تم سے کہا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر صرف مولوی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر دو ایسے واجبات ہیں جو تمہارے اوپر میرے اوپر مولوی صاحب چر، طالب علم، استاد، تاجر، مزدور، ملازم، فوجی، ماتحت، مالدار، غریب، عورت اور مرد سب پر واجب ہیں۔

سوال: آپ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کچھ مراتب واجب کفائی ہیں پس کیا ان دونوں کے کچھ مراتب واجب عینی بھی ہیں۔ جیسے وجوب نماز یومیہ کہ جو واجب عینی ہے؟

جواب: ہاں ان دونوں کے کچھ مراتب واجب عینی بھی ہیں، اور وہ ایسے شخص سے فعلی و قولی اعتبار سے نارضاہتی کے اظہار کا مرتبہ ہے۔ جو واجب کو ترک کرتا ہے اور حرام کو انجام دیتا ہے۔ کیا تم تک امیر المنین علی علیہ السلام کا یہ قول نہیں پہنچا کہ جس میں آپ نے فرمایا:

”امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تلقی اهل المعاصی بو جوه مکفہرة“

”امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خدا ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم اہل معاصی (گناہ کرنے والوں) سے ملیں تو قرش روئی کے ساتھ ملیں۔“ یعنی ہم سب کے اوپر واجب ہے کہ جو شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس سے ناپسندگی اور ناراضگی کا اظہار کریں۔

سوال: کیا امر بالمعروف و نہی عن المنکر تمام حالات میں واجب ہیں؟

جواب: نہیں، ان کے وجوب میں مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

(۱) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والا شخص واجب اور حرام امور کو جانتا ہو، چاہے اجمالی طور پر ہی جانتا ہو اور ان کی تفصیل نہ جانتا ہو اور اس کا اتنا جانتا ہی کافی ہے کہ یہ عمل واجب ہے کہ جس کا حکم کر رہا ہے اور یہ عمل حرام ہے کہ جس سے روک رہا ہے،

(۲) یہ احتمال ہو کہ جس کا یہ حکم دے رہا ہے اس کو وہ بجلائے گا اور جس چیز سے یہ روک رہا ہے اس سے وہ رک جائے گا اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی لاپرواہی اور غفلت نہیں کریگا۔

سوال: اگر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص جس کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا جا رہا ہے حرام کو انجام دے گا اور واجب کو ترک کر دے گا اور واجب و حرام دونوں میں کسی کی اہمیت کا قائل نہیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بعض مراحل اس سے ساقط ہو جائیں گے (اور ان دونوں کے بعض مراحل واجب رہیں گے۔ اور اس کا قولاً و فعلاً واجب کے ترک کرنے اور حرام کے انجام دینے والے سے کراہت و ناراضگی کا اظہار ہے)

(۳) یہ کہ واجب کا ترک کرنے والا اور حرام کا بجالانی والا ترک واجب اور فعل حرام پر مصر رہے لیکن اگر احتمال ہو کہ وہ اپنے اس فعل سے بعض آجائے گا تو پھر اسکو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے۔

سوال: میں تاکید کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ اگر وہ منکر کے بجالانے اور معروف کے ترک کرنے پر اصرار نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: تو پھر اس کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے۔

سوال: کس طرح معلوم ہوگا کہ یہ شخص منکر کے بجالانے پر مصر ہے یا نہیں؟

جواب: جب تم پر کوئی ایسی علامت ظاہر ہو کہ جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اپنے اس فعل سے باز آ گیا ہے اور وہ اس پر نادام

ہے تو پھر معلوم ہو جائے گا کہ وہ اس پر مصر نہیں ہے اور اس کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا واجب نہیں ہے۔

سوال: مجھے کسی شخص کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ وہ منکر کو انجام دے نے اور معروف کو ترک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کیا

ایسی صورت میں مجھ پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا واجب ہے؟

جواب: یہاں تم پر اس کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ۔۔۔۔۔ صرف ایک بار ہی کیوں نہ

قصد مخالفت رکھتا ہو (تو بھی تم پر واجب ہے)

(۴) حرام کام کو انجام دینے والا اور واجب کام کو ترک کرنے والا اپنے اعتقاد کی بنا پر معذور نہ ہو مثلاً جو فعل وہ انجام دے رہا

ہے اور اس کے اعتقاد کے مطابق حرام نہیں ہے۔ اور جس کام کو وہ ترک کر رہا ہے وہ اس کے اعتقاد کے مطابق واجب نہیں

ہے۔ اور وہ اپنی اس خطا میں معذور ہے۔ تو ایسی صورت میں تم پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

(۵) امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والے کی جان، مال اور ناموس کو حد سے زیادہ خطرہ نہ ہو یا اس کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے کسی کو خطرہ لاحق نہ ہو، اگر ایسا ہوگا تو پھر واجب نہیں ہے۔

سوال: اور اگر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے سے اسے اپنی جان یا مسلمانوں میں سے کسی کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: تو اس حالت میں اس پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ معروف یا منکر شارع اسلامی کی نظر میں بہت اہم ہوں۔ تو ایسی صورت میں احتمال کی قوت کا لحاظ اور تحمل کی اہمیت کا لحاظ کر کے دونوں طرف کا موازنہ کرنا ضروری ہے۔ پس کبھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر واجب ہے اور کبھی واجب نہیں ہے۔

سوال: اور جب میں معروف کے حکم کرنے اور منکر سے نہی کرنے کا ارادہ کر لوں تو؟

جواب: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے چند مراتب ہیں:

#### پہلا مرتبہ

جو شخص منکر کو انجام دیتا ہے اور معروف کو ترک کرتا ہے، اس سے بیزاری اور قلبی نفرت کا اظہار کرنا ہے۔

سوال: میں کس طرح اس پر ناراضگی کا اظہار کر سکتا ہوں؟

جواب: اس کے چند طریقے ہیں۔ اس سے اپنا رخ موڑ لینا، اور اس سے اپنے تعلقات ختم کرنا، یا اس سے اس طرح قرش

روئی سے پیش آنا کہ اس کو معلوم ہو جائے یا اس سے ترک کلام کرنا، ان کے علاوہ اور بھی طریقے ہیں۔

#### دوسرا مرتبہ

اپنی زبان اور قول سے اس کو امر ونہی کرنا۔

سوال: کس طرح میں امر ونہی قول و زبان سے کر سکتا ہوں؟

جواب: چند طریقوں سے۔ اس کام کے انجام دینے والے کو وعظ و نصیحت کرو۔ خداوند عالم نے گنہگاروں کے لئے دردناک

عذاب معین کیا ہے اس کی یاد دلاؤ اور اس سے اطاعت کرنے والوں کے لیے جو عظیم ثواب مقرر کیا ہے اس کا تذکرہ کرو۔ اور

اس کے انکار پر اس کو ڈراؤ، اس کے علاوہ جو مناسب طریقے ہوں وہ اختیار کرو۔

#### تیسرا مرتبہ

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے سلسلے میں عملی اقدام کرو۔

سوال: وہ کس طرح؟

جواب: اس کام کے کرنے والے پر ذرا سختی کرو، یا اس کو مارو یا اس کو قید کرو تاکہ وہ گناہ کرنے سے باز آجائے۔  
میرے والد صاحب نے مزید فرمایا: ان تمام مراتب میں ہر مرتبہ کے لئے حالات و زمانہ کے اعتبار سے کچھ سخت اور ہلکے درجات ہیں۔

سوال: کیا میں پہلی مرتبہ سے شروع کروں اگر یہ کافی نہ ہو تو دوسرے یا تیسرے مرتبہ کو اختیار کروں؟

جواب: ہاں پہلے تم پہلی مرتبہ یا دوسری مرتبہ سے شروع کرو، جس کی بھی زیادہ تاثیر کا تم کو احتمال ہو یا دونوں مرتبوں کو باہم اختیار کرو جبکہ اس سلسلہ میں تمہارا مقصد حاصل ہو جائے اور اس بات کو مد نظر رکھو کہ اذیت اور ہتک حرمت کم ہو اور بالترتیب سختی اختیار کرو۔

سوال: اور جب یہ دونوں مرتبہ نفع بخش نہ ہوں تو؟

جواب: اس کے بعد تم حاکم شرع کی اجازت حاصل کر کے تیسرے مرتبہ کی طرف رجوع کر سکتے ہو۔ کیونکہ عملی اقدام کو تدریجاً انجام دینا چاہیے، پہلے کم سختی کرو، پھر شدید اور پھر سخت قدم اٹھاؤ۔ لیکن خیال رہے کہ نہ تو زخمی ہو۔ اور نہ اس کا کوئی عضو ٹوٹے، اور نہ ہی اس کے علاوہ اسے کوئی اور گزند پہنچے، قتل کرنا تو بہت دور کی چیز ہے۔

میرے والد نے فرما کر اس بات کی تاکید فرمائی کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر دونوں واجب ہیں، لیکن تمہارے لئے دونوں زیادہ ضروری ہیں۔ اس چیز پر توجہ رکھو کہ تمہارے گھر والوں میں سے کوئی بھی واجب کاتارک اور حرام کا انجام دینے والا نہ ہو۔ تم اپنے گھر والوں پر نظر رکھو کہ کوئی واجبات کے ادا کرنے میں غفلت اور سستی سے کام نہ لے، تم دیکھو کہ کون وضو، تیمم اور غسل جنابت یا جسم و لباس کی طہارت کو صحیح شکل میں انجام نہیں دیتا، کون حمد و سورہ کی قرائت اور نماز میں واجب اذکار کو صحیح صورت میں نہیں پڑھتا اور کون اپنے مال سے خمس و زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ اور تم اپنے گھر والوں پر نظر رکھو کہ کون حرام چیزوں کا مرتکب ہوتا ہے، کون پوشیدہ عادت میں مبتلا ہے کون قمار کھیلتا ہے کون گانا سنتا ہے اور کون شراب پیتا ہے یا کون مردار کھاتا ہے، یا کون لوگوں کے اموال غصب کرتا ہے، یا کون دھوکہ بازی یا چوری کرتا ہے۔ اپنے گھر کی عورتوں پر نظر رکھو کہ کون پردہ نہیں کرتی، یا کون اپنے بالوں کو نہیں چھپاتی، اور تم ان عورتوں پر توجہ رکھو کہ ان میں سے کون غسل اور وضو کرتے وقت اپنے ناخنوں سے ملی ہوئی ناخن پالش کو صاف نہیں کرتی۔ اور تم ان میں تلاش کرو کہ کون اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر مرد کے لئے خشبو لگاتی ہے یا اپنے ہچچازاد، یا پھوپھی بھی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد بھائیوں، اور شوہر کے بھائی اور اس کے دوست سے اپنے بالوں اور جسم کو نہیں چھپاتی، اور وہ یہ دلیل پیش کرتی ہے کہ وہ ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔ پس وہ بھائی کے مثل ہیں اور اس کے علاوہ دوسرے

فضول عذر پیش کرتی ہیں اور تم اپنے گھر والوں میں تلاش کرو کون جھوٹ بولتا ہے، غیبت کرتا ہے۔ دوسروں پر ظلم کرتا ہے اور دوسروں کے اموال کو برباد کرتا ہے۔ کون ظالموں کی ان کے ظلم میں مدد کرتا ہے۔ تم تلاش کرو۔ تلاش کرو۔

سوال: اگر میں نے ان میں سے کسی کو پایا تو؟

جواب: جب تم کسی میں کسی بری چیز کو پایا تو تم اچھی بات کا حکم کرو اور برائی سے منع کرو پہلی اور دوسری مرتبہ سے ابتداء کرتے ہوئے۔ ناراضگی کا اظہار، زبان سے انکار اور جب یہ نفع بخش نہ ہو تو پھر تیسرے مرتبہ کی طرف حاکم شرع کی اجازت کے بعد رجوع کرو۔ اور وہ عملی اقدام ہیں کہ ان میں تدریجاً کم اور زیادہ کو اختیار کرنا چاہیے۔

سوال: کیا کبھی معروف (اچھی بات) مستحب ہوتا ہے؟

جواب: ہاں معروف کبھی مستحب ہوتا ہے۔ واجب نہیں۔ پس جب تم اس کا امر کرو گے تو تم ثواب کے مستحق ہو جاؤ گے۔ اور اگر تم نے اس مستحب کا امر نہیں کیا تو عقاب اور عذاب کے مستحق نہیں ہو گے۔ اور اس نیک کام کی رہنمائی کرنے والا اس کے فاعل کے مانند ہے (یعنی جس نے کسی نیک کام کی رہنمائی کی گویا وہ نیک کام انجام دینے والے کے مانند ہے)۔

سوال: آپ نے فرمایا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر دونوں واجب ہیں، اور آپ نے جو مثالیں بیان کی ان سے میں نے کچھ چیزوں کو جان لیا کہ جن کا حکم کرنا میرے اوپر واجب ہے یہ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی نہی کرنا میرے اوپر واجب ہے، اس کے علاوہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آپ چند ایسے امور میرے لئے بیان کیجئے کہ جن کی نہی کرنا میرے اوپر واجب ہو اور یہ ان امور کے علاوہ ہوں جن کو آپ نے موجودہ اور گزشتہ بحثوں میں میرے لئے بیان کیا ہے؟

جواب: تمہارے لئے میں الگ الگ کچھ امور کو بیان کروں گا پہلے معروف کو اور پھر منکر امور کو بیان کروں گا لیکن اس سے پہلے میں تم سے ایک شرط کرتا ہوں۔

سوال: وہ کیا ہے؟

جواب: وہ یہ ہے کہ تم ان پر عمل کرو چاہے مستحب ہوں یا واجب! اور تم ان امور کی طرف دعوت دو، اور ان کا حکم کرو اگر وہ معروف ہوں، اور اگر وہ منکر ہوں تو ان سے تم نہی کرو۔

سوال: میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں؟

جواب: پہلے میں ان امور کو شروع کرتا ہوں کہ جو معروف ہیں اور ان کو الگ الگ صورت میں بیان کرتا ہوں۔ کہہ کر مرے والد نے کبھی اپنے حافظہ کی مدد سے اور کبھی ان چیزوں کے مصادر کو سامنے رکھ کر بیان کرنا شروع کیا۔ پس انھوں نے نیچے دیئے ہوئے معروف کو گنونا شروع کیا۔

### (۱) ”التوکل علی اللہ“ (اللہ پر بھروسہ رکھنا)

خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

”ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبہ“

جو اللہ پر توکل کرتا ہے پس وہ اس کے لئے کافی ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ سائل نے امام علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ”کہ خدا پر توکل کے درجات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے تمام امور میں تم اللہ پر توکل رکھو، پس جو بھی تمہارے ساتھ وہ کمرے تم اس سے راضی رہو، تم جانتے ہو کہ خیر و فضل میں تم تمیز نہیں کر سکتے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ حکم اسی کے لیے ہے۔ پس اللہ پر توکل کرو اور اپنے امور کو اسی کے سپرد کرو اور تمام چیزوں کے بارے میں اس پر بھروسہ رکھو۔“

### (۲) ”الاعتصام باللہ تعالیٰ“ (خدا کو اپنی پناہ بنانا)

خداوند عالم قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

”ومن یتصم باللہ فقد ہدی الی صراط مستقیم“

اور جو شخص خدا کا سہارا لے گا یقیناً اس کو صراط مستقیم کی ہدایت کی جائے گی اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: خداوند عالم نے حضرت داؤد کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں میں جو میرا سہارا لے وہ میری مخلوق میں کسی کا بھی سہارا قبول نہیں کرے گا یہ بات مجھے اس کی نیت سے معلوم ہو جائے گی تو پھر زمین و آسمان اور ان دونوں کے درمیان جو چیزیں ہیں اگر وہ اس کو دھوکہ دیں تو میں ان چیزوں کے درمیان سے اس کے نکلنے کے لئے راستہ بنا دوں گا اور اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری مخلوق میں سے کسی کا سہارا لے گا تو اس کی نیت کو میں جان لوں گا اور آسمان کے تمام اسباب اس کے لئے منقطع کر دوں گا۔ اور زمین کو اس کے لئے دشوار بنا دوں گا مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ کسی بھی وادی میں گر کر ہلاک ہو جائے؛

### (۳) ”اللہ کا اس کی مسلسل نعمت پر شکر کرنا“

خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”وما بکم من نعمہ فمن اللہ“

اور جو نعمت بھی ملی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

رب اوزعنى ان اشكر نعمتك التى انعمت علىّ و علىٰ والدى وان اعمل صالحا ترضاه“

پالنے والے مجھے توفیق عنایت فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا کہ جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر نازل کی ہیں شکر بجا لاؤں اور ایسا نیک عمل بجا لاؤں کہ جس کو تو پسند فرمائے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:  
اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں اپنے بندوں کو عنایت کی ہیں وہ نعمت بالغہ ہیں پس اللہ کی حمد تو ان پر کی جاتی ہے ورنہ اسکی حمد تو اس نعمت سے افضل اور عظیم و زیادہ وزنی ہوتی ہیں؛

(۴) ”اللہ سے حسن ظن (اچھا گمان رکھنا)“

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ۔

ہم نے حضرت علی علیہ السلام کی کتابوں میں پایا کہ رسول اسلام ﷺ نے اپنے نبر پر ارشاد فرمایا: خدا نے دنیا و آخرت کا خیر کبھی کسی مومن کو عنایت نہیں فرماتا مگر یہ کہ وہ مومن اللہ سے حسن ظن اور امید قائم رکھے اور اپنا اخلاق اچھا رکھے۔

(۵) ”رزق و عمر و نفع و نقصان میں اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنا“

حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:

”لا یجد عبد طعم الايمان حتى یعلم ان ما اصابه لم یکن لیخطئه و ان ما اخطاھ لم یکن لیصیبه و ان الضار و النافع هو الله عزو جل“

”کسی بندہ کو ایمان کا مزہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ یہ جان لے کہ جو اچھائی اس کو حاصل ہوئی ہے تو کسی برائی کا اس تک پہنچنا ممکن نہیں ہے اور جو برائی اس تک پہنچی ہے کسی اچھائی کا اس تک پہنچنا ممکن نہیں اور یقیناً نفع اور نقصان کا دینے والا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔

(۶) ”خداوند عالم سے خوف اور اس کے ساتھ اس سے امید بھی رکھنا“

خداوند عالم نے قرآن کریم میں مومن کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

”﴿ تتجافىٰ جنو بهم عن المضاجع یدعون ربهم خوفا و طمعا و مما رزقنا ہم ینفقون فلا تعلم نفس ما اخفىٰ لهم

من قرۃ اعین جزاء بما كانوا یعملون ﴾ -“

”ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں وہ اپنے پروردگار سے امید و بیم کی حالت میں دعا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اسکا ایک حصہ وہ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پس کوئی شخص اس بات کو نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا چھپا کر رکھا گیا ہے۔

یہ ان کے اعمال کا بدلا ہوگا جو وہ کیا کرتے ہیں:-

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی تنہائی میں گناہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ وہاں بھی اس کو دیکھتا ہے اور جس نے شرم کی اور اس کو بجانہ لایا تو خداوند عالم اسکے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے چاہے اس کے گناہ دنیا و آخرت کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

آپ نے فرمایا: اللہ سے امید رکھو اس طرح کہ وہ تم کو اس کی نافرمانی پر جبری نہ کر دے اور اللہ کا خوف کرو اس طرح کہ وہ تم کو اس کی رحمت سے مایوس نہ کر دے۔

### (۷) ”صبر اور غصہ پینا“

خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

”﴿ اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾“

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ صبر کرنے والوں کو پورا پورا ان کے اجر کا حساب دیا جائے گا۔

وَالْكَاطِمِينَ الْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

اور جو غصہ کے روکتے اور لوگوں کو معاف کرتے رہتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے؛

نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

کسی بندے کا اپنے غصہ کو پینا اتنا بڑا اجر رکھتا ہے کہ ان سے زیادہ کسی چیز کا اجر نہیں ہے غصہ کا پینا خوشنودی خدا کا باعث ہے آنحضرت سے مروی ہے کہ:

”اللہ کی طرف جانے والے بہترین راستوں میں سے دو جرعہ ہیں ایک جرعہ غیظ ہے کہ جس کو حلم کے ذریعہ ختم کیا جاتا ہے اور ایک مصیبت ہے کہ جس کو صبر کے ذریعہ ختم کیا جاتا ہے۔

حضرت محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے اپنے کسی فرزند سے فرمایا کہ

اے فرزند! غصہ کو پینے سے زیادہ تمہارے باپ کی آنکھ کی ٹھنڈک کوئی اور چیز نہیں ہے کہ جس کی عاقبت صبر ہے۔

(۸) ”اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں پر صبر کرنا“

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”الصبر صبران صبر عند المصيبة حسن جمیل واحسن من ذلک الصبر عند ما حرم اللہ تعالیٰ علیک“

صبر کی دو قسمیں ہیں:

”ایک مصیبت کے وقت کہ جو بہترین ہے اور اس سے زیادہ بہترین وہ ہے کہ جو چیزیں خداوند عالم نے آپ پر حرام کی ہیں ان

پر صبر کرو“

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

اتقوا معاصی اللہ فی الخلوٰت فان الشاهد هو الحاکم

خلوتوں میں اللہ کی نافرمانی نے سے بچو، کیونکہ جو شاہد ہے وہی حاکم ہے۔

(۹) ”عدل“

خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

”﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَآمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى ۙ ﴾“

”بے شک خداوند عالم عدل اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے“

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

قیامت کے روز تین لوگ حساب کے تمام ہونے تک اللہ سے زیادہ قریب ہوں گے ایک وہ شخص جو غصہ کے وقت اپنے

ماتحتوں پر اپنی قدرت استعمال نہیں کرتا۔

ایک وہ شخص کہ جو دو آدمیوں کے درمیان چلتا ہے مگر یہ کہ وہ ایک جو کے برابر بھی کسی کی طرف نہیں جھکتا، اور ایک وہ کہ اگر

اس کے خلاف کاروائی کی جائے تو وہ حق بات ہی کہتا ہے۔

(۱۰) ”شہوت پر عقل کو غلبہ دینا“

خداوند عالم اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

زين للناس حب الشهوات من النساء والبنين والقناطير المقنطرة من الذهب والفضة والخيل المسومة والانعام والحرف ذلك متاع الحياة الدنيا والله عند ه حسن الماب قل او نبئكم بخير من ذلكم للذين اتقوا عند ربهم جنات تجري من تحتها الانهار خالدين فيها و ازواج مطهرة ورضوان من الله والله بصير بالعباد“

”لوگوں کی نظروں میں خواہشات کی محبت زینت پاگئی ہے، جو عورتیں اولاد اور سونے چاندی کے زیورات اور دغیلے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی باڑی سے متعلق ہے۔ دنیاوی زندگی کا متاع ہے۔ اور حسن انجام خداہی کے ہاتھ میں ہے۔ تم کہہ دو کیا میں تم کو ان سے اچھی چیزوں کی خبر دوں، جو ان لوگوں کیلئے ہیں کہ جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی، ان کے رب کے پاس ایسے باغات ہیں کہ جن کے نیچے ندیاں بہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ان میں پاکیزہ بیویاں ہیں اور خدا کی خشنودی ہے اور خدا تمام بندوں کا نگران ہے۔“

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

جس نے بھی اپنی موجودہ خواہشات کی محبت کو ترک کیا اس کو ایک ایسی جگہ کی خوشخبری دیدو کہ جس کو اس نے کبھی نہیں دیکھا،

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ: مختصر سی شہوت رانی طولانی دردورنج کو جنم دیتی ہے۔

### (۱۱) ”تواضع“

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ

”قیامت کے دن اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے رہنے کی جگہ مجھ سے قریب ہو تو تمہارا اخلاق بہت اچھا اور تواضع بہت بہتر ہونا چاہیے۔“

امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہوئے فرمایا ”پالنے والے محمد و آل محمد پر اپنی رحمت نازل فرما“ تو میرے درجہ کو لوگوں میں بلند نہ فرما“ مگر یہ میرے نفس میں اتنے ہی درجہ کو کم کر دے۔ اور مجھے کوئی ظاہری عزت عنایت نہ فرما مگر یہ کہ اتنی ہی مقدار میں میرے نفس میں ذلت باطنی عنایت فرما۔

### (۱۲) ”کھانے پینے اور دوسری چیزوں میں اعتدال قائم رکھنا“

خداوند عالم اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

”﴿وكلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لا يحب المسرفين﴾“

کھاؤ، پیو اور اسراف نہ کرو، کیونکہ اللہ اسراف کرنے والو کو دوست نہیں رکھتا“

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:  
رسول خدا ﷺ نے جمعرات کی شام کو مسجد قبا میں افطار کیا۔ پس آپ نے فرمایا: کیا کسی کے پاس پینے والی کوئی چیز ہے؟ تو اوس بن خولی انصاری نے شہد سے بھرا ہوا پیالہ پیش کیا۔

### (۱۳) ”لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا“

اگرچہ اپنے نفس سے ہی وہ انصاف کیوں نہ ہو۔

رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”من واسی الفقیر من ماله وانصف الناس من نفسه فذلک المو من حقا“

جو اپنے مال سے فقیر کی مدد کرے اور لوگوں کے ساتھ اپنے نفس سے انصاف کرے وہی برحق مومن ہے۔

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”الا نه من ينصف الناس من نفسه لم يزدہ الله الاعزا“

آگاہ ہو جاؤ جو بھی اپنے نفس سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرے گا تو خداوند عالم اس کی عزت کو بڑھائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

”سید الاعمال انصاف الناس من نفسک ومواساة الاخ فی اللہ تعالیٰ و ذکر اللہ علی کل حال“

”اعمال کا سردار لوگوں کے ساتھ اپنے نفس کے ذریعہ انصاف کرنا اور بھائی کے ساتھ اللہ کی راہ میں مواسات قائم کرنا اور ہر

حال میں خدا کا ذکر کرنا ہے“

### (۱۴) ”عفت کو محفوظ رکھنا“

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”افضل العبادۃ عفة البطن والفرج“

”عبادت میں سب سے افضل پیٹ اور شرم گاہ کی عفت کو محفوظ رکھنا ہے“

### (۱۵) ”لوگوں کے عیوب کو دیکھ کر انسان کا اپنے عیب کی طرف متوجہ ہونا،

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

”طوبی لمن شغله خوف اللہ عزو جل عن خوف الناس ، طوبی لمن شغله عیبہ عن عیوب المو منین“

”خوشی ہے اس شخص کے لئے جو لوگوں کے خوف کو دیکھ کر اللہ سے خوف کرتا ہے۔ خوشی ہے اس کے لئے کہ جو مومن

کے عیوب کو دیکھ کر اپنے عیب کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

(۱۶) ”مکارم الاخلاق سے اپنے کو آراستہ کرنا“

خداوند عالم نے اپنے نبی کریم کی اس طرح تو صیغ کی ہے۔

”انک لعلی خلق عظیم“

ہم نے تم کو بلند اخلاق پر فائز کیا ہے۔

آنحضرت مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”الا اخبرکم باشبهکم لی؟ قالوا: بلی یارسول اللہ قال: احسنکم خلقا والینکم کنفالاخ“

”کیا میں تم کو خبر دوں کہ تم میں کون مجھ سے مشابہ ہے؟“

لوگوں نے کہا ہاں فرمائیے یا رسول اللہ ﷺ۔

تو آپ نے فرمایا:

تم میں سے جس کا اخلاق بہترین، متواضع اور صلہ رحمی پر مبنی ہو، اور وہ اپنے دینی بھائیوں سے بہت زیادہ محبت کرتا ہو، حق پر اسکا صبر زیادہ ہو، غصہ کو پینے والا ہو، خطاؤں سے درگزر کرنے والا ہو، غم اور خوشی میں وہ اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنے میں زیادہ سخت ہو۔ اور آپ ہی سے سوال کیا گیا کہ ایمان کے اعتبار سے کون سے مومنین افضل ہیں؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا:

جس کا اخلاق سب سے بہتر ہو۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اکثر وہ لوگ جنت میں داخل ہونگے جو اللہ سے ڈریں گے اور جن کا اخلاق اچھا ہوگا۔

(۱۷) ”حلم“

رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

خدا کبھی جہالت کو عزت نہیں دیگا۔ اور کبھی حلم کو ذلیل و رسوا نہ کریگا۔

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

کوئی مرد عابد نہیں ہوتا جب تک کہ وہ حلیم نہ بن جائے۔

(۱۸) ”قرآن کا حفظ کرنا، اس پر عمل کرنا، اور اس کا پڑھنا“

خداوند عالم اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ ان الذين يتلون كتاب الله واقاموا الصلوة وانفقوا مما رزقنا هم سرا وعلا نية يرجون تجارة لن تبور ﴾

”یقیناً وہ لوگ جو کتاب خدا کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے وہ ظاہر اور پوشیدہ خرچ کیا کرتے ہیں وہ لوگ ایسی تجارت کی امید لگائے ہیں کہ جس میں کوئی گھٹا نہیں“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اہل قرآن آدمیوں کے سب سے اونچے درجہ میں ہیں، سوائے انبیاء و مرسلین کے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

حافظ قرآن اور اس پر عمل کرنے والا (قیامت میں) خدا کے انبیاء کے ساتھ ہوگا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

جو قرآن پڑھے اور وہ جو ان کو محفوظ کر لیا ہو تو خداوند عالم انبیاء کے ساتھ اس کو قرار دے گا۔ اور قیامت روز اس کی طرف سے قرآن گواہی دے گا۔ اور قرآن کے سوروں کے پڑھنے کے بارے میں خاص طور پر فضیلت وارد ہوئی ہے جو کتب احادیث میں مذکور ہیں اگر تم چاہو تو ان کی طرف رجوع کر سکتے ہو۔

### (۱۹) ”زیارت کرنا،

حضرت امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

امام حسین علیہ السلام نے رسول خدا ﷺ سے پوچھا، اے نانا جان! جس نے آپ کی زیارت کی اس کے لئے کیا اجر ہوگا؟ آنحضرت نے ارشاد فرمایا:

”من زار نی او زار اباک او زارک او زار اخاک کان حقا علی ان ازورہ یوم القیامة حتی اخلصه من ذنوبہ“

”جس نے میری زیارت کی یا تمہارے والد یا تمہارے بھائی کی زیارت کی تو قیامت کے دن مجھ پر حق ہے کہ میں اس کی زیارت

کروں اور اس کے گناہوں سے اس کو خلاصی دلاؤں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

”من زار قبر الحسين بن علی عارفا بحقه کتب فی علیین“

”جس نے قبر حسین بن علی کی زیارت کی ان کے حق کو جانتے ہوئے تو اس کا نام علیین میں لکھا جائے گا“

اور انھیں حضرتؑ سے مروی ہے کہ:  
جس نے بھی ہم میں سے کسی کی زیارت کی تو گویا اس نے حسین کی زیارت کی

(۲۰) ”دنیا سے کنارہ اختیار کرنا“

رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:  
”از هد فی الدنيا یحبک اللہ“

”دنیا سے زیادہ دور ہو، تاکہ اللہ تم سے محبت کرے۔“ اور آپؐ نے فرمایا! اللہ سے جیا کرنا ”جیاء کا حق ادا کرنا ہے تو لوگوں نے کہا! ہم اللہ سے جیا کریں تو آپؐ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے۔ کہ تم گھر بناؤ اور اس میں نہ رہو اور مال کو جمع کرو اور اس کو نہ کھاؤ

آپ ہی سے مروی ہے کہ:  
جب اللہ کسی بندہ سے اچھائی چاہتا ہے تو اس کو دنیا میں زاہد بنا دیتا ہے اور اس کی رغبت آخرت کی طرف بڑھا دیتا ہے اور اس کے نفس کے عیوب دکھاتا ہے

اور حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:  
دنیا میں زہد اختیار کرنا، دین کی اخلاقی مدد ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ:  
دنیا کے حسن و جمال ظاہری سے بچنا آخرت کے ثواب کی طرف رغبت کرنے کی علامت ہے:  
امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ:  
معرفت خدا اور معرفت رسول خدا ﷺ کے بعد کوئی عمل بغض دنیا سے زیادہ افضل نہیں ہے۔  
روایت کی گئی ہے کہ:

ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری صرف آپ سے چند سال ملاقات ہوئی ہے لہذا آپ مجھے کسی چیز کی نصیحت کریں تاکہ میں اس پر عمل کروں۔  
تو آپ نے فرمایا:

میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور زہد و احکام دین پر عمل کرنے کی کوشش کرو اور اپنی حیثیت سے زیادہ اونچی چیز کا طمع مت کرو اور جو خدا وند عالم نے اپنے رسول سے فرمایا وہ کافی ہے۔

﴿ وَلَا تَمْدَن عَيْنِيكَ إِلَىٰ مَا مَتَعْنَا بِهِٰ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ﴾

”اور کفار کے مختلف گروہ کہ جنہیں ہم نے زندگی دنیا کی مختلف چیزوں سے نفع پہنچایا ہے تاکہ ہم ان کی آزمائش کریں تو تم ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا“

”فلا تعجبک اموا لهم واو لاد هم“

”پس تم کو ان کے اموال اور اولاد تعجب میں نہ ڈالیں“

اگر تم پر ان کی ہیبت طاری ہو تو رسول خدا کی زندگی کو یاد کرو کہ ان کی غذا جو تھی اور ان کی شیرینی کجھور تھی اور ان کا بستر کجھور کی چھال تھا اور جب کبھی تمہارے مال، جان اور اولاد یا مصیبت نازل ہو تو تم رسول اللہ کی مصیبت یاد کرو۔ اور روایت بیان کی جاتی ہے کہ:

ایک قبر پر کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا: بیشک کسی شے کے سرانجام کے لئے اس کا شروع میں زہد اختیار کیا جائے اور اسی چیز کے آغاز میں اس کے سرانجام سے ڈرا جائے۔

(۲۱) مومن کی مدد کرنا اور اس کے غم میں شریک ہونا اور اس کو خوش کرنا اور اس کو کھانا کھلانا اور اس کی حاجت روائی کرنا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

کوئی ایسا مومن نہیں ہے کہ جو اپنے آپ کسی مظلوم مومن کی مدد کرے، مگر یہ کہ اس کی یہ مدد ماہ رمضان کے روزوں اور مسجد حرام میں اعتکاف سے افضل ہے، کوئی ایسا مومن نہیں کہ جو قدرت رکھتے ہوئے اپنے کسی بھائی کی مدد کرے مگر یہ کہ خداوند عالم اس کی دنیا و آخرت میں مدد کرے، اور کوئی مومن ایسا نہیں کہ جو اپنے برادر مومن کی آبروریزی کرے حالانکہ وہ اس کی مدد پر قدرت رکھتا ہو مگر یہ کہ خدا اس کو دنیا و آخرت میں رسوا کرے گا۔

انہیں حضرت سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جو مومن اپنے کسی مومن کے غم میں شریک ہو کر اس کے رنج و غم کو دور کرے تو خدا اس کے دنیا و آخرت کے ستر غموں اور اس کی پریشانیوں کو دور کرے گا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

جو کوئی کسی مومن کی تنگ دستی میں اس کی مدد کرے اور اس کی سختی کو دور کرے تو خداوند عالم دنیا اور آخرت میں اس کی تمام حاجتوں کو آسان کر دے گا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے۔

جو شخص اپنے برادر مومن کی مدد کرتا ہے تو خدا اس کی مدد کرتا ہے۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

جس نے مومن کو خوش کیا قیامت کے دن خدا اس کو خوش کرے گا اور آپ ہی سے نقل کیا گیا ہے کہ جس نے اولیاء خدا کو اس دنیا میں خوش کیا اس نے اللہ پر احسان کیا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

جو کسی مومن کو خوش کرے تو گویا اس نے رسول خدا کو خوش کیا۔ پس گویا یہ سلسلہ اللہ تک پہنچے گا اور اسی طرح جس نے کسی مومن کو رنجیدہ و غمگین کیا تو اس نے رسول خدا کو رنجیدہ کیا اور آپ سے مروی ہے کہ جو شخص کسی بھوکے مومن کو سیر کمرے خدا اس کو جنت کے پھلوں سے سیر کمرے گا اور جو کسی پیاسے مومن کو پانی پلائے گا خدا اس کو ”رحیق مختوم“ سے سیراب کرے گا۔ اور جو کسی مومن کو کپڑا پہنائے گا تو خدا اس کو جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

اگر کوئی مسلم کسی مسلم کی حاجت روائی کرے گا تو اللہ اس کو آواز دے گا مجھ پر تیرا ثواب ہے اور میں تیرے لئے جنت کے بغیر راضی نہیں ہوں گا۔

## (۲۲) ”ہر روز اپنے نفس کا محاسبہ کرنا“

روایت بیان کی گئی ہے کہ:

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ذر سے فرمایا:

اپنے نفس کا حساب کمر لو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔ اس لئے کہ تمہارا حساب کرنا کل کے حساب سے زیادہ آسان ہے۔ اور اپنے نفس کو جانچ اور پرکھ لو اس سے پہلے کہ وہ جانچا اور پرکھا جائے اور قیامت کبریٰ کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کر لو خدا پر کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ چیز بھی مخفی نہیں ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اے ابو ذر! کسی مرد کو یقین حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ خود اپنے نفس کا حساب نہ کر لے کیونکہ نفس کا حساب کرنا اپنے کسی شریک کے حساب سے زیادہ سخت ہے، پس اس چیز کو جان لینا چاہیے، کہ اس کو کہاں سے کھانے پینے کی چیزیں ملتی ہیں اور کہاں سے پہننے کے کپڑے ملتے ہیں، حلال ہے یا حرام۔

اے ابوذر! جو شخص یہ پرواہ نہیں کرتا کہ یہ مال کہاں سے آیا تو اللہ بھی اس پر توجہ نہیں دے گا کہ جہنم میں اس کو کس جگہ سے داخل کرے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:  
اے فرزند آدم! خیر تجھ سے اس وقت تک جدا نہیں ہوگا جب تک کہ تیرے نفس کا کوئی واعظ ہو اور جب تک تیرا محاسبہ نفس ہوتا رہے۔ اے فرزند آدم! تو میت ہے تو اٹھا یا جائے گا اور اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا لہذا آج سے جو اب دہی کے لئے آمادہ ہو جا۔

### (۲۳) ”امور مسلمین کو اہمیت دینا“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

”من اصبح ولا يهتم با مور المسلمين فليس بمسلم“

”جس نے ایسے حال میں صبح کی کہ امور مسلمین (مسلمانوں کے حالات) کے سلسلہ میں کوئی اہتمام نہ کیا تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ آپ ہی سے مروی ہے:

”من اصبح لا يهتم با مور المسلمين فليس منهم ومن سمع رجلا ينا دي يا للمسلمين فلم يجبه فليس بمسلم“

”جس نے ایسے حال میں صبح کی کہ مسلمانوں کے حالات کے بارے میں کوئی اہتمام نہیں کیا تو ان میں سے نہیں ہے اور اگر کسی مرد کو ندادیتے ہوئے سنے یا للمسلمین“ (اے مسلمانو! مدد کرو) اور اس کی نداد پر جو جواب نہ دے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

”ان المؤمن لترد عليه الحاجة لا خيه، فلا تكون عنده يهتم بها قلبه فيد خله الله تبارك وتعالى بهم الجنة“

### (۲۴) ”سخاوت و کرم اور ایثار“

خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة“

”اور اگرچہ ان کو اس چیز کی ضرورت ہوتی ہے مگر وہ اپنے نفسوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور رسول اسلام ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

خداوند عالم نے اپنے اولیاء کو سختی اور اخلاق میں قرار دیا ہے۔

آنحضرت سے یہ بھی مروی ہے کہ:  
 مغفرت کے اسباب میں سے کھانا کھلانا اور سلام کرنا اور اچھا کلام کرنا ہے آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ”سخی کے گناہ سے چشم پوشی کرو کیونکہ جب بھی اس سے لغزش ہوتی ہے تو خدا اس کا ہاتھ پکڑتا ہے۔  
 اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:  
 ” الجنة دار الا سخياء “  
 ”جنت سخیوں کا گھر ہے“  
 اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:  
 لوگوں میں ایمان کے لحاظ سے وہ لوگ افضل ہیں کہ جن کا ہاتھ زیادہ سخی والا ہو۔

### (۲۵) ”اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا“

رسول خدا سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:  
 ” الكاد علی عیالہ کا لجا ہد فی سبیل اللہ “  
 ”اپنے اہل و عیال کے لئے (رزق) تلاش کرنے والا خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔  
 آپ ہی سے مروی ہے کہ:  
 جو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے تو وہ صدقہ ہے۔  
 آپ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:  
 تم نے اپنے بچوں پر ایک دینار خرچ کیا اور خدا کی راہ میں ایک دینار خرچ کیا یا کسی غلام کی آزادی میں ایک دینار خرچ کیا یا کسی مسکین کو ایک دینار صدقہ دیا ان دیناروں میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جو اپنے بچوں پر خرچ کیا ہے۔

### (۲۶) ”گناہوں سے توبہ کرنا چاہیے“

چھوٹے ہوں یا بڑے (گناہ صغیرہ یا کبیرہ) اور ان پر نادم ہونا“  
 خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:  
 ” یا ایہا الذین آمنوا اتوا بوا الی اللہ تو بةً نصوحاً عسی ربکم ان یکفر عنکم سیئتا تکم وید خلکم جنات تجری  
 من تحتها الانهار “

اے ایمان لانے والو! خدا سے پر خلوص توبہ کرو، عنقریب تمہارا پروردگار تمہاری برائیوں کا کفارہ قرار دے گا اور تم کو ایسی جنت میں داخل کرے گا کہ جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔  
اور خداوند عالم فرماتا ہے کہ:

”﴿تَوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اِيْهَا الْمُوْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُوْنَ﴾“

اے مومنین تم سب اللہ سے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ  
خداوند عالم نے فرمایا:

**ان الله يحب التوابين ويحب المتطهرين**

”اللہ توبہ کرنے والوں اور طہارت کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے  
اور فرماتا ہے کہ:

”﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾“

اور وہ خدا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی برائیاں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتا ہے۔  
خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:

”﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾“

”تم کہہ دو اے میرے بندو! کہ جنھوں نے اپنی ذات پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا یقیناً اللہ تمہارے سب گناہ معاف کر دے گا وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے“

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے محمد بن مسلم سے فرمایا:

جب مومن گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں پس مومن کو چاہیے کہ اپنی توبہ اور مغفرت کے بعد عمل صالح بجالائے پس توبہ کا دروازہ مومن کیلئے کھلا ہے۔

میں نے آپ سے عرض کیا:

اگر اس نے دوبارہ گناہ کیا پھر توبہ اور اللہ سے استغفار کی؟

تو آپ نے فرمایا! جب بھی مومن توبہ اور استغفار کا اعادہ کرے گا تو اللہ بھی اس کی مغفرت کا اعادہ کریگا۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جیسے اس نے گناہ ہی نہ کیا ہو اور توبہ کے بعد پھر گناہ کرنا توبہ و استغفار کا مزاق اڑانے کے

مانند ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جو گناہ کرے اور پھر اس پر نادم ہو مگر یہ کہ خدا اس کے استغفار کرنے سے پہلے بخش دیتا ہے۔

انہیں حضرت سے مروی ہے کہ:

جب کوئی اللہ کا مومن بندہ تو بہ کرتا ہے تو اللہ اس کی تو بہ سے ایسا ہی خوش ہوتا ہے کہ جیسے تم اپنی کسی کھوئی ہوئی چیز کو پا کر خوش ہو جاتے ہو۔

اور اس کے علاوہ اور بھی معروف (اچھائیاں) کہ جو کتب فقہ اور حدیث میں درج ہیں اگر تم مزید چاہو تو ان کی طرف راجوع کر سکتے ہو۔

میں نے اپنے والد سے عرض کیا: یہ تعداد جن کی طرف آپ نے اشارہ کیا معروف تھے لیکن منکرات کے بارے میں بتائیے کہ وہ کیا ہیں؟

تو انہوں نے کہا: جو منکر شمار کئے جاتے ہیں وہ بہت ہیں ان میں سے بعض میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں لیکن اسی پہلی شرط کے ساتھ۔

میں نے کہا: آپ کا مقصد وہی ہے جو میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ منکرات سے بچنا اور دوسروں کو آگاہ کرنا؟  
تو انہوں نے کہا: ہاں۔

میں نے کہا میں اس کا وعدہ کرتا ہوں۔

انہوں نے فرمایا کہ: منکرات میں سے بعض کو میں تم سے بیان کرتا ہوں اور میرے والد نے پہلے کی طرح ان کو بھی اپنے حافظہ کی مدد سے گنونا شروع کیا۔

### (۱) ”ظلم کرنا“

خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿۱﴾“

اور عنقریب جن لوگوں نے ظلم کیا تھا جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ بدلتے ہیں:

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”اعظم الخطايا اقطاع مال امرء مسلم بغير حق“

کسی مسلمان کے مال کو ناحق چھین لینا سب سے بڑی خطا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب امام زین العابدین علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور پھر فرمایا: اے فرزند! میں تم کو وہی وصیت کرتا ہوں جو میرے والد نے وفات کے وقت مجھ سے وصیت کی تھی اور وہ وہی وصیت تھی جو ان کے بزرگوں نے ان سے کی تھی، فرمایا:

”یا بنی ایاک وظلم من لا یجد علیک ناصر اّلا اللہ“

اے فرزند! تم ایسے شخص پر ظلم کرنے سے بچو کہ جو تم سے بچاؤ کے لئے اللہ کے علاوہ کسی کو مددگار نہیں رکھتا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

”من ظلم مظلمۃ اخذ بھانی نفسہ اونی مالہ اونی ولدہ“

جو کوئی بے جا ظلم کرے تو اس کا بدلہ اس کی جان یا مال یا اولاد سے لیا جائے گا۔

## (۲) ”ظالم کی مدد کرنا اور اس پر راضی رہنا“

نبی کریم سے مروی ہے کہ:

”من مشی الی ظالم لیعینہ وهو یعلم انه ظالم فقد خرج من الا سلام“

جو ظالم کی مدد کے لئے نکلا وہ جان لے کہ وہ خود ظالم ہے پس وہ اسلام سے خارج ہو گیا،

اور آنحضرت سے مروی ہے کہ:

”شر الناس من باع آخرتہ بد نیاہ وشر منه من باع آخرتہ بد نیاہ غیرہ“

لوگوں میں سب سے زیادہ برا وہ ہے جو اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے بدلے بیچ دے اور اس سے زیادہ برا وہ شخص ہے جو دوسروں

کی دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ دے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

ظلم کرنے والا، اس کی مدد کرنے والا، اور اس کے فعل پر راضی رہنے والا تینوں ظلم میں شریک ہیں۔

اور آپ ہی سے مروی ہے:

جو کسی ظالم کے ظلم کے عذر کو بیان کرے تو خداوند عالم اس پر ایسے شخص کو مسلط کر دے، جو اس پر ظلم کرے پس وہ اگر

دعا کرے گا تو اس کی دعا مستجاب نہ ہوگی۔ آپ نے اصحاب کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کسی مظلوم مسلمان کے خلاف مدد

کرنے سے بچو، کیونکہ وہ تمہارے خلاف دعا کرے گا تو تمہارے بارے میں اس کی دعا مستجاب ہوگی۔ کیونکہ ہمارے جد رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے یقیناً مظلوم مسلمان کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

انہیں حضرت سے مروی ہے:

”جس نے بھی کسی مومن کے قتل پر آدھے کلمے سے مدد کی تو قیامت کے روز اس کی آنکھوں کے سامنے ایک تحریر آئے گی“  
 آئیں من رحمۃ اللہ“ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جا۔ آپ ہی سے مروی ہے کہ:

قیامت کے دن ایک شخص دوسرے شخص کے پاس آئے گا جو اپنے خون میں لت پت ہوگا اور کہے گا۔ اے اللہ! کئے بندے تیرا مجھ سے کیا واسطہ ہے؟ تو وہ کہے گا فلاں روز تو نے میری (ایسی، ایسی) ایک کلمہ سے مدد کی تھی پس تجھے قتل کر دیا جائے گا۔

### (۳) ”انسان کا اتنا شریر ہونا کہ جس کے شر سے لوگ بچتے ہوں“

رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ اپنے فرمایا:

”شر الناس عند الله يوم القيامة الذين يكر مون اتقاء شر هم“

روز قیامت اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریر وہ لوگ ہوں گے کہ جن کے شر سے بچنے کی بنا پر لوگ ان کا اکرام کرتے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”من ابغض خلق الله عبدا اتقى الناس لسانه“

اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ مبغوض وہ شخص ہے کہ جسکی زبان سے لوگ ڈرتے ہوں۔

### (۴) ”قطع رحم کرنا“

خداوند عالم کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”﴿ فہل عسیتم ان تو لیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم ﴾“

پھر کیا یہ قریب ہے کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو تم زمین پر فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”فی کتاب علی علیہ السلام ثلاث خصال لا یموت صاحبہن ابدا حتی یری وبالہن البغی و قطعۃ الرحم

والیمین الکاذ بہ یبارز اللہ بھا“

حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں تحریر ہے کہ:

تین خصلت والے انسان کبھی نہیں مرے گئے، جب تک کہ وہ اپنے سخت عذاب کو دیکھ نہ لیں۔ زانی، قطع رحم اور جھوٹی قسمیں کھانے والا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:  
خشم (ایک قبیلہ کا نام) کا ایک شخص رسول خدا ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے کہ اسلام میں سب سے افضل چیز کیا ہے؟

تو آپ نے فرمایا:

اللہ پر ایمان رکھنا،

پھر اس نے کہا:

پھر کیا افضل ہے؟

تو آپ نے فرمایا:

صلہ رحم،

پھر اس نے کہا پھر کیا افضل ہے؟

آپ نے فرمایا:

امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

پس اس مرد نے رسول سے عرض کیا مجھے بتائیے وہ کون سے اعمال ہیں کہ جن سے اللہ بہت زیادہ بغض رکھتا ہے آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا پھر اس نے کہا اس کے بعد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا قطعہ رحم کرنا۔ اس نے عرض کیا پھر کیا ہے تو آپ نے فرمایا: برائی کا حکم کرنا اور نیکی سے روکنا۔

### (۵) ”غصہ کرنا“

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

مرد جب غصہ میں ہوتا ہے تو وہ کبھی راضی نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے پس جب وہ کسی قوم پر غصے ہو تو وہ فوراً بیٹھ جائے اس لئے کہ اس طرح رجس شیطان دور ہوتا ہے اور جب وہ کسی رشتہ دار، عزیز پر غصہ ہو تو فوراً اس کے نزدیک جائے اور اسکو مس کرے، کیونکہ اپنے کسی عزیز کو مس کرنا سکون بخش ہوتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:  
”الغضب مفتاح کل شر“  
غصہ ہر شر کی کنجی ہے۔

### (۶) ”غرور اور تکبر کرنا“

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ:

” ادخلو ! ابواب جہنم خالدین فیہا فبئس مثنوی المتکبرین ﴿﴾ “

تم ہمیشہ رہنے کے لئے جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ پس تکبر کرنے والوں کا کیا برا ٹھکانہ ہے۔  
خداوند عالم فرماتا ہے:

” ﴿ ولا تصعر خدک للناس ولا تمشی فی الارض مرحان اللہ لایجب کل مختال فخور ﴿﴾ “

اور لوگوں کے دکھانے کے لئے گال منہ نہ پھلاؤ اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو بیشک خدا کسی گھمنڈ کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔  
رسول خدا سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”اکثر اهل جہنم المتکبرون“

اہل جہنم زیادہ تر متکبر ہیں۔

آپ سے مروی ہے کہ:

”من مشی علی الارض اختیا لالعتنہ الارض ومن تحتها ومن فوقها“

جو کوئی زمین پر اکڑ کر چلتا ہے، زمین اس پر لعنت کرتی ہے اپنے نیچے اور اوپر سے اور آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ:

”من تعظم فی نفسہ اختال فی مشیتہ لقی اللہ وهو علیہ غضبان“

جو اپنے نفس کا احترام کرائے اور چلنے میں اکڑائے، خدا اس سے بہت غضب کی حالت میں ملاقات کرے گا۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:

جس میں ذرہ برابر تکبر پایا جائے وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

”الجبارون ا بعد الناس من اللہ یوم القیامتہ“

جبر و تکبر کرنے والے انسان قیامت کے دن رحمت سے بہت دور ہوں گے۔

## (۷) ”ناحق یتیم کا مال کھانا“

خداوند عالم اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلماً انما یا کلون فی بطونهم ناراً ویصلون سعیراً﴾

بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنے پیٹوں میں انگارے بھرتے ہیں اور وہ عنقریب دہکتی ہوئی آگ میں ڈالے جائیں گے۔

## (۸) ”جھوٹی قسمیں کھانا“

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کی کتاب سے روایت بیان کی ہے:

”ان الیمین الکاذبة وقطیعه الرحم تذران الدیار بلا قع من اهلها“

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”من حلف علی یمین وهو یعلم انه کاذب فقد بارذ الله عزوجل“

جس نے بھی قسم کھائی اور وہ جانتا ہو کہ یہ قسم جھوٹی ہے پس وہ یقیناً اللہ عزوجل سے جنگ کرنے والا ہے۔

## (۹) ”جھوٹی گواہی دینا“

خداوند عالم اپنی کتاب کریم میں متقین کی صفت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿والذین لا یشہدون الزور و اذا مروا باللغو مروا کراماً﴾

اور جو لوگ خدا کے خاص بندے ہیں جب ان کا گزر بیہودہ چیز کی طرف سے ہوتا ہے تو وہ بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔

نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ:

”مامن رجل شهد شهادة زور علی مال رجل ليقطعه الا کتب الله عزو جل له مکانا ضنکا الی النار“

جو شخص دوسرے کے مال پر جھوٹی گواہی دے تاکہ وہ اس سے لے لیا جائے تو خداوند عالم اس کو جہنم میں ایک تنگ مکان میں

ڈال دے گا۔

## (۱۰) ”مکر اور دھوکا بازی“

کتاب قرآن کریم میں خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿ سیصیب الذین اجر مو اصغار عندالله وعذاب شدید بما کانوا یمکرون ﴾

عنقریب جو لوگ گناہ کیا کرتے ہیں ان کو خدا کی طرف سے ذلت پہنچے گی اور مکر کرنے کی بنا پر ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

رسول خدا سے مروی ہے کہ:

”لیس منا من ما کر مسلما“

”جو کسی مسلمان کے ساتھ مکر کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے“

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”لولا ان المکر و الخد یعتہ فی النار لکنت امکر العرب“

اگر مکار اور دھوکہ باز جہنمی نہ ہوتے تو عربوں میں، میں سب سے زیادہ مکار ہوتا۔

(۱۱) ”مومن کو حقیر اور فقیر کو گرا ہوا سمجھنا“

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”لا تحقروا مو منا فقیرا فان من حقرو مو منا و استخف به حقره الله تعالی ولم یزل ماقتاله حتی یرجع عن تحقیره“

اویتوب“

کسی مومن فقیر کو حقیر نہ سمجھو۔ پس جس نے کسی مومن کو حقیر اور گرا ہوا سمجھا تو خداوند عالم بھی اس کو حقیر سمجھے گا اور اللہ کی دشمنی اس وقت ختم ہوگی جب وہ اس مومن کو حقیر سمجھنا چھوڑ دے یا توبہ کر لے۔

(۲۱) ”حسد کرنا“

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ ومن شر حاسدا اذا حسد ﴾

اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے کہ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔  
انہیں حضرت سے مروی ہے کہ:

”ان المو من یغبط ولا یحسد و المنا فق یحسد ولا یغبط“

مومن غبطہ کرتا ہے حسد نہیں کرتا اور منافق حسد کرتا ہے غبطہ نہیں کرتا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ بھی مروی ہے کہ:

”اصول الکفر ثلاثة ، الحرص والاستکبار والحسد“

اصول کفر تین ہیں، حرص، تکبر اور حسد کرنا۔

### (۱۳) ”غیبت کرنا اور اس کا سننا“

خداوند عالم کتاب کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

”﴿ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکر هتموه﴾“

اور کسی کے حالات کی تفتیش نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے پس اس کو تم برا سمجھو گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

الغیبتہ حرام علی کل مسلم و انھا لتاکل الحسنات کما تا کل النار الحطب“

غیبت ہر مسلمان پر حرام ہے کیونکہ غیبت نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

غیبت کے سلسلے میں منعقد ہونے والی نشست دین کی خرابی ہوتی ہے۔ پس اپنے کانوں کو غیبت کے سننے سے محفوظ رکھو، کیونکہ

غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

جب کسی کے سامنے اس کے برادر مومن کی کوئی غیبت کمرے اور وہ اس کی مدد نہ کمرے اور اس کی طرف سے وفاع نہ کمرے

جب کہ وہ اس کی مدد و نصرت پر قادر بھی ہو تو خداوند عالم دنیا و آخرت میں اس کو حقیر و ذلیل کریگا۔

### (۱۴) ”دینا کی حرص اور مال سے محبت کرنا“

خداوند عالم اپنی کتاب کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتْلُوا لَكُمْ أَمْوَالِكُمْ وَلَا أَوْلَادِكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴾

اے ایمان والو تم کو تمہارے اموال اور اولاد ذکر خدا سے غافل نہ کر دیں۔ اور جو بھی ایسا کرے گا وہی تو نقصان اٹھانے والا ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿ وَعَلِّمُوا أَنْمَا أَمْوَالِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ فَتَنَّةً ﴾

”اور جان لو کہ تمہارے مال اور اولاد فتنہ کے علاوہ کچھ نہیں ہیں“

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

جس نے ایسے حال میں صبح کی کہ جس کی نظر میں دنیا کی اہمیت زیادہ ہو تو اللہ کی طرف سے کسی چیز میں اس کا حصہ نہیں ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

میرے بعد تمہارے پاس دنیا اس حالت میں آئے گی کہ وہ تمہارے ایمان کو اس طرح کھا جائے گی کہ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

آنحضرت سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

دنیا اپنے چاہنے والوں کو دعوت دے گی پس جس نے بھی اپنی ضرورت سے زیادہ اٹھایا پس یقیناً اس نے اپنی موت کو بلایا حالانکہ وہ اس کا شعور نہیں رکھتا۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ:

بیشک دینار اور درہم نے تم سے پہلے والوں کو ہلاک کر دیا اور اب تم کو ہلاک کریں گے۔

آپ نے فرمایا:

”من احب دنیاہ اضر باخرتہ“

جس نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا۔

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

میں نے تمام خیر کو طمع کے قطع کرنے میں دیکھا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

وہ برا انسان ہے کہ جو طمع کرتا ہو، اور طمع اس کو اپنی طرف کھینچتی ہو، اور وہ برا انسان ہے کہ جو دنیا سے رغبت رکھتا ہو، اور وہ اس کو ذلیل کرتی ہو۔۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”حب الدنيا راس كل خطيئته“

ہر غلطی اور خطا کا سرچشمہ دنیا کی محبت ہے۔

(۱۵) ”تہمت لگانا، برا بھلا کہنا، بدزبانی اور گالیاں دینا“

رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ:

اے عائشہ! اگر فحش (گالی) کی کوئی مثال ہو سکتی ہے تو وہ بری مثال ہوگی۔

آپ ہی سے مروی ہے کہ:

اللہ برا بننے والے اور سائل کے بار بار مانگنے سے بغض رکھتا ہے۔

آنحضرتؐ سے مروی ہے: ”مومن کو گالی دینا فسق ہے جیسے اس کا قتل کرنا کفر ہے اس کی غیبت کرنا گناہ، اور اسکا مال کھانا ایسا

ہی حرام ہے جیسے اس کا خون پینا“

عمر بن نعمان جعفی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا:

امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک ایسا دوست تھا کہ جو آپ سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا تو اس نے اپنے غلام کو اس طرح پکارا

(اے بدکار عورت کے بیٹے تو کہاں ہے؟) پس امام علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو بلند فرما کر اسکی پیشانی پر مارا اس کے بعد فرمایا تو نے

اس کی ماں پر جھوٹی تہمت لگائی ہے! میں تجھ کو پرہیزگار آدمی خیال کرتا تھا لیکن تو پرہیزگار نہیں ہے۔ اس نے کہا آپ پر فدا

ہو جاؤں اس کی ماں سندھی اور مشرک عورت ہے۔

تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

کیا تو نہیں جانتا کہ ہر قوم کا (اپنے اپنے طریقہ سے) نکاح ہے تو مجھ سے جدا ہو جا۔ (راوی کہتا ہے) میں نے ان کو پھر ایک ساتھ

نہ دیکھا یہاں تک کہ موت نے ان دونوں کے درمیان جدائی پیدا کر دی۔

(۱۶) والدین کا عاق کرنا“

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وقضى ربك الاتعبدوالا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احدهما او كلاهما فلا تقل لهما اف

ولا تنهرهما وقل لهما قولاً كريماً﴾

اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ تم اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اور ماں، باپ کے ساتھ نیکی کرتے رہنا۔ اگر ان دونوں میں کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے تک پہنچ جائیں تو ان کے سامنے اف بھی نہ کرنا اور ان کو نہ جھڑکنا اور ان سے اچھی باتیں کرنا۔

رسول اسلام ﷺ سے مروی ہے کہ:

”اياكم وعقوق الوالدين“

”بچو تم ایسی حالت سے کہ تمہارے والدین تم کو عاق کر دیں۔“

اور آنحضرتؐ ہی سے مروی ہے:

”من اصبح مسخطاً لآبو یہ یصبح له بابان مفتو حان الی النار“

جس نے ایسی حالت میں صبح کی کہ اس کے والدین اس سے ناراض ہوں تو اس کے لئے جہنم کی طرف دو دروازے کھل جاتے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

کہ ایک دن میرے والد نے ایک شخص کو دیکھا، وہ اپنے بیٹے کے ساتھ جا رہا تھا اور بیٹا اپنے باپ کے ہاتھ پر تکیہ کئے ہوئے تھا۔

امام نے فرمایا:

میرے والد نے اس سے مرتے دم تک قطع کلام کیا (یعنی اس سے بات نہ کی) اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے ماں باپ کی طرف دشمنی سے نگاہ کرے گا، حالانکہ وہ دونوں اس کے حق میں ظالم ہوں تو خدا اس کی نماز قبول نہیں کرے گا۔ انھیں سے مروی ہے کہ:

اگر لفظ ”اف“ سے بھی کوئی نیچی چیز ہوتی تو خداوند عالم اس سے منع کرتا اور وہ ”اف“ ادنی چیز ہے جو عاق والدین میں سے ہے اور عاق ہونے میں شمار ہوتا ہے وہ شخص جو اپنے والدین کی طرف نگاہ کرے اور ان پر اپنی نگاہ کو جمالے (یعنی انکی طرف دیکھ کر فوراً نگاہوں کو نیچی کر لو)۔

”خداوند عالم اپنی کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ انما يفتري الكذب الذين لا يؤمنون ﴾

جو جھوٹی تہمت لگاتے ہیں وہ مومن نہیں ہیں۔

﴿ فاعقبهم نفاقا فى قلوبهم الى يوم يلقونه بما اخلفوا الله ما وعدوه وبما كانوا يكذبون ﴾

پس خداوند عالم نے ان کے دلوں میں اس دن تک کے لئے نفاق پیدا کر دیا جس دن وہ خود اس سے ملاقات کریں گے کیونکہ انہوں نے جو وعدہ خدا سے کیا تھا اس کے خلاف کیا اور وہ جھوٹ بولا کرتے تھے

رسول خدا ﷺ سے مروی ہے کہ:

سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے کسی ایسے بھائی کے بارے میں بات کرو کہ وہ تمہارے بارے میں جو کچھ کہتا ہے صحیح کہتا ہے اور تم اس کے بارے میں جو کچھ کہتے ہو جھوٹ کہتے ہو۔

آپ ہی سے مروی ہے:

”الكذب ينقص الرزق“

جھوٹ بولنا رزق کو کم کرتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

کوئی بندہ ایمان کا مزہ نہیں پائے گا جب تک کہ وہ جھوٹ کو ترک نہ کر دے۔ چاہے وہ جھوٹ مذاق میں ہو یا مذاق میں نہ ہو۔

امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

جھوٹ سے بچو چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، مذاق میں ہو یا مذاق میں نہ ہو اس لئے کہ اگر کوئی شخص چھوٹا جھوٹ بولے گا تو وہ بڑا جھوٹ بولنے پر جبری ہو جائے گا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

” جعلت الخبائث کلها فى بيت وجعل مفتا حها الكذب“

تمام خبائث (برائیوں) کو ایک گھر میں قرار دیا گیا ہے اور اس کی کنجی جھوٹ بولنا ہے۔

(۱۸) ”وعدہ خلافی کرنا“

خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿ فاعقبهم نفاقا فى قلوبهم الى يوم يلقونه بما اخلفوا الله ما وعدوه ﴾

خدا نے ان کے دلوں میں اس دن تک کے لئے نفاق پیدا کر دیا کہ جس دن وہ خود اس سے ملاقات کریں گے کیونکہ انہوں نے جو وعدہ خدا سے کیا تھا اس کے خلاف کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”من كان يومن بالله وباليوم الاخر فليف اذا وعد“

جو بھی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔

آنحضرت سے مروی ہے کہ:

جس شخص میں چار چیزیں ہوں گی وہ منافق ہوگا اور جس میں یہ چار چیزیں نہ ہوں گی وہ نفاق سے بری ہوگا۔

وہ چار چیزیں یہ ہیں۔

”اذا حدث كذب واذا وعدا خلف و اذا عاهد غدر واذا خاصم فجر“

وہ جب بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے، جب عہد کرے تو غداری کرے جب جھگڑا کرے تو

دشمن ہو جائے۔

(۱۹) گناہ پر اصرار کرنا اور اس کو ترک نہ کرنا اور اس پر نادم نہ ہونا۔

خداوند عالم اپنی کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

”والذين اذا فعلوا افا حشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا الذنوب بهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصبر  
واعلى ما فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنات تجري من تحتها الانهار خالدین فیها ونعم اجر العا  
ملین ﴿۱۹﴾“

اور جو لوگ بدی کرتے ہیں یا اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں تو وہ خدا کو یاد کر کے اپنی گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور سوائے خدا کے کون گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور جو کچھ وہ کر چکے ہیں اس پر جان بوجھ کر اصرار نہیں کرتے ان کی جزاء ان کے پرور دگار کی طرف سے ان کی بخشش ہے۔ اور ایسے باغ ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے اچھا اجر ہے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

”ان من جملة علامات الشقاء الاصرار على الذنب“

شقاوت کی جملہ علامات میں سے ایک علامت گناہ پر اصرار کرنا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”اعظم الذنوب ذنب اصر علیہ صاحبہ“

گناہوں میں سب سے عظیم وہ گناہ ہے جس کا کرنے والا اس پر اصرار کرے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”لا والله لا يقبل الله شيئاً من طاعته مع الاصرار علی شئٍ من معاصیه“

خدا کی قسم خدا اپنی اطاعت کو اس بندے سے قبول نہ کرے گا کہ جو اس کی نافرمانیوں سے کسی نافرمانی پر اصرار کرتا ہو۔

(۲۰) ”غذا کا احتکار کرنا (ذخیرہ اندوزی) اس نیت کے ساتھ کہ اس کی قیمت زیادہ ہوگی“

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

”ایما رجل اشتری طعماً ما فحبسه ار بعین صبا حا یرید به غلاء المسلمین ثم باعه فتصدق بثمانه لم یکن کفارة بما

صنع“

کوئی شخص غذا کا سامان خریدے اور اس کو چالس دن ذخیرہ کر کے رکھے اور مقصد یہ ہو کہ یہ مسلمانوں میں کم ہو جائے تاکہ مہنگا بیچے پھر اگر اس کی قیمت صدقہ میں دے دے تو بھی اس کا کفارہ نہ ہوگا کہ جو اس نے کیا۔

نبیؐ سے مروی ہے کہ:

”من احتکر فوق اربعین یوما حرم الله علیہ ریح الجنة“

جو بھی چالیس دن سے زیادہ احتکار (ذخیرہ اندوزی) کریگا خداوند عالم اس پر جنت کی بو کو حرام کر دے گا۔

انھیں حضرتؐ سے مروی ہے:

جو بھی چالیس دن اس انتظار میں غذا کو ذخیرہ کرے گا کہ وہ مسلمانوں میں کم ہو جائے تو خدا اس سے بری ہے۔

(۲۱) ”دھوکہ بازی کرنا“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

”من غش مسلماً فی شراء اوبیع فلیس منا“

جو خرید و فروخت میں کسی مسلمان کے ساتھ دھوکہ بازی کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

آپنے فرمایا:

”الا ومن غشنا فليس منا“

جو بھی ہملکو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے اور اس کو تین مرتبہ فرمایا کہ:

”ومن غش اخاه المسلم ، نزع الله بركة رزقه و افسد عليه معيشته ووكله الى نفسه“

جو بھی کسی مسلمان بھائی کے ساتھ دھوکہ کمرے خدا اس کے رزق سے برکت اٹھالیتا ہے اور اس کی معیشت کو فاسد کر دیتا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا!

نبی مدینہ کے بازار میں ایک غلہ فروش کے پاس سے گزرے، آپ نے اس غلہ فروش سے فرمایا: میں تیرے اناج کو نہیں دیکھتا مگر صاف اور اچھا۔ آپ نے اس کی قیمت معلوم کی پس اتنے میں وحی نازل ہوئی کہ وہ اپنا ہاتھ اناج کے اندر کمریں تو آپ نے ایسا ہی کیا تو اس کے نیچے سے خراب اناج نکلا تو آپ نے اس کے مالک سے فرمایا میں تجھ کو نہیں دیکھتا مگر یہ کہ تو نے مسلمانوں کے لئے خیانت اور غش (دھوکہ) کو جمع کر لیا ہے۔

(۲۲) ”اسراف و تبذیر“

اور مال کا تلف کرنا چاہے کم ہی کیوں نہ ہو اور اس مال میں کفایت سے کام نہ لینا۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

”وكلو واشربوا ولا تسرفوا انه لا يحب المسرفين ﴿﴾“

کھاؤ، پیو، اور اسراف نہ کرو اس لئے کہ وہ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

”وان المسرفين هم اصحاب النار“

اسراف کرنے والے جہنمی ہیں۔

”ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين وكان الشيطان لربه كفورا ﴿﴾“

بیشک بے جا خرچ کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا سب سے بڑا منکر ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

”ان الله اذا اراد بعبد خيراً، الهمه الاقتصاد وحسن التدبير وجنبه سوء التدبير، والاسراف“

بیشک اللہ جب کسی بندے سے خیر چاہتا ہے تو اس کو اقتصاد اور بہترین تدبیر الھام کرتا ہے اور بری تدبیر اور اسراف سے بچاتا ہے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:  
کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اس کو کرامت عطا کی کہ جس نے بخشش کی اور اس سے ہاتھ روک لیا جس نے بخشش کئے سلسلہ میں سستی کی؟ اور جان لو کہ مال، اللہ کا مال ہے اس نے لوگوں کے پاس امانت رکھا ہے اور ان کے لئے جائز قرار دیا ہے کہ وہ اس میں میانہ روی اختیار کرتے ہوئے کھائیں پیئیں اور نکاح کریں اور اس کے علاوہ جو بچے وہ فقراء کو تقسیم کریں اور اس مال کے ذریعہ فقراء کی پرانگندگی کو جمع کریں پس جو بھی ایسا کرے گا تو وہ حلال کھائے گا، حلال پیئے گا، حلال نکاح کرے گا۔ اور اس کے علاوہ اس پر حرام ہے: پھر آپ نے فرمایا:

”لاتسر فوا ان الله لا يحب المسرفين“

اسراف نہ کرو، خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اور آپ ہی سے مروی ہے کہ:

میانہ روی ایک ایسا امر ہے جو خدا کو پسند ہے اور اسراف اس کو ناپسند ہے یہاں تک کہ تمہارے کھجور کی گٹھلی کا پھینکنا اگر وہ کسی چیز کے کام آتی ہے اور تمہارا وہ پانی جو زیادہ ہے اس کا پھینکنا اس کو پسند نہیں ہے۔

(۲۳) ”واجبات میں سے کسی واجب کا ترک کرنا“

جیسے نماز روزہ یا ان دونوں کے علاوہ دوسرے واجبات میں سے کسی واجب کا ترک کرنا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

”من ترک الصلوة متعمداً فقد برى من ذمة الله وذمة رسوله“

جس نے بھی نماز کو عمدتاً ترک کیا تو اس سے اللہ اور اس کا رسول بری الذمہ ہیں۔

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

”ولا ينظر الله الى عبده ولا يزكيه لو ترك فريضة من فرائض الله اوار تكب كبيرة من الكبائر“

خدا اس بندے کی طرف نہیں دیکھے گا اور نہ اس کی اصلاح کرے گا جو واجبات میں سے کسی واجب کو ترک کرتا ہے یا گناہ کبیرہ

میں سے کسی کام تکب ہوتا ہے۔

آپ ہی سے مروی ہے:

”ان الله امره بامر وا مره ابليس بامر ، فترك ما امر الله عزو جل به و صار الى ما امر به ابليس فهذا مع ابليس

فى الدرک السابع من النار“

اللہ نے اپنے (بندہ) کو کسی چیز کا حکم کیا اور ابلیس نے کسی چیز کا اس کو حکم دیا۔ اس نے اللہ کے حکم کو ترک کر دیا اور ابلیس کا حکم بجالایا پس وہ ابلیس کے ساتھ جہنم کے ساتویں درجہ میں ہوگا۔ اور اس کے علاوہ بھی منکرات ہیں، کہ جن کے ذکر کا محل یہاں نہیں ہے پس اگر تم چاہو تو حدیث اور فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہو۔ میرے والد نے پروقار انداز اور مؤثر آواز میں تاکید کرتے ہوئے فرمایا: اب میں اس امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی گفتگو کو ایک بڑے مجتہد کے کلام کو (نقل کرتے ہوئے) ختم کر رہا ہوں جس میں فرمایا ہے: یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے عظیم، اعلیٰ اور محکم افراد سے ہیں۔ خصوصاً دین کی ریاست جن کے ہاتھوں میں ہے ان کو امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی نسبت سختی سے عمل کرنا چاہئے۔ کہ وہ واجب اور مستحب معروف کی ردا اوڑھ لیں اور حرام و مکروہ منکر کی ردا اتار کر پھینک دیں۔ اخلاق کریمہ سے اپنے نفس کو مزین اور بد اخلاقی سے اپنے نفس کو پاک کر لیں، اس لئے کہ لوگوں کے معروف انجام دینے اور منکر سے بچنے کا یہی ایک کامل سبب ہے خصوصاً اس کو جب بہترین، پسندیدہ اور خوف زدہ موعظہ سے مزید کامل ترک کیا ہو جائے کیونکہ ہر مقام کے لئے ایک نکتہ ہے اور ہر مرض کے لئے ایک دوا ہے۔ اور نفسوں اور عقولوں کا علاج جسموں کے علاج سے زیادہ سخت ہے، اسی بناء پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے جو بلند مراتب ہیں ان کو بجا لایا جائے، میرے والد نے فرمایا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی بحث کے سلسلے میں ہماری گفتگو کا اختتام ہوتا ہے میں نے اللہ کی خالص خوشنودی حاصل کرنے کی امید پر اس کو تمہارے اور دوسرے مومنین بھائیوں کے نفع کے لئے بیان کیا ہے۔ اب کل ان عام سوالات کے سلسلہ میں گفتگو شروع کی جائے گی کہ جو تم نے اختیار کئے ہیں یا پچھلی بحثوں میں تم کچھ پوچھنا بھول گئے یا تفصیل کے ساتھ کسی سوال کا بیان چاہتے تھے یا کچھ ایسے سوالات ہیں جو پچھلی بحثوں میں ہماری گفتگو سے خارج تھے۔

میں نے کہا بہت اچھی بات ہے اور امید ہے کہ وہ بہت مفید ہوں گے۔ انھوں نے فرمایا: پس کل کے جلسہ تک انشاء اللہ (ہم رخصت ہوتے ہیں) کل کے جلسہ کی بحث میں ایک عام گفتگو ہوگی۔

## پہلی جزل گفتگو

جیسے ہی میرے والد صاحب میرے پاس سے تشریف لے گئے تو میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق غورو خوض کرنے لگا تاکہ فقہ کی اس بحث کو کہ جو ایک مستقل موضوع پر بنی ہے ختم کر کے اس کے بعد آنے والی خاص گفتگو کے لیے آمادہ ہو جاؤں۔ ایسی گفتگو کہ جس کے لئے میں سوالات اور موضوعات کو معین کروں گا جیسا کہ میں نے اپنے والد سے وعدہ کیا تھا۔ اور مقررہ وقت کے آنے سے پہلے ہی میں نے آنے والی گفتگو کے سلسلے میں چند سوالات کے مجموعہ کا پہلا حصہ تیار کر لیا۔ اس کے بعد میں کئی گھنٹے تک ان سوالات کے بارے میں سوچتا رہا۔

اور جب گفتگو کا وقت آیا تو میرے والد صاحب تشریف لائے، سلام اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد اس عام گفتگو کو شروع کیا میں نے سوالات کئے اور والد صاحب نے ان کا جواب دیا۔ اور میرا پہلا سوال ان قدرتی کھالوں کے بارے میں تھا کہ جو غیر اسلامی ممالک (جیسے یورپ وغیرہ) میں بنتی اور وہاں سے ہمارے ملک میں وارد ہوتی ہیں۔

سوال: میں نے اپنے والد صاحب سے عرض کیا کہ ایک شخص اصلی کھال کا غیر اسلامی ملک میں بنا ہوا گھڑی کا پٹا باندھتا ہے اور پہننے والا نہیں جانتا کہ یہ ایسے حیوان کی کھال کا ہے جس کو اسلامی طریقہ سے ذبح کیا ہے یا نہیں؟ یا اسی طرح کمر کا پٹا ہے تو کیا ایسی صورت میں نماز کے وقت ان دونوں کو اتار دیا جائے یا نہیں؟

جواب: جب تک یہ احتمال قوی ہے کہ یہ گوشت کھانے والے حیوان کی کھال کا ہے اور اس کو اسلامی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہے تو اس میں نماز پڑھنا صحیح ہے۔

سوال: پیسوں کی وہ تھیلی جو چھڑے کی بنی ہوئی ہے اور نماز کی حالت میں وہ جیب میں ہے اگر اس کی کھال گھڑی کے ذکر شدہ پٹے کی طرح ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

سوال: فرض کیجئے کہ کسی کو اس بات کا اطمینان ہو کہ یہ گھڑی یا کمر کا پٹا ایسے حیوان کی کھال کا بنا ہوا ہے کہ جو اسلامی طریقہ سے ذبح نہیں کیا گیا لیکن بھول کر اسکے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دے، پھر نماز کے دوران اسے یاد آجائے اور وہ پھر اپنی گھڑی اور کمر کا پٹہ اتار دے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نماز ایسی حالت میں درست ہے، لیکن اگر یہ انسان، لاپرواہی یا ایسی چیز کو اہمیت نہ دینے کی بنا پر ہو تو نماز کا دوبارہ

پڑھنا لازمی ہے۔

سوال: کپڑے دھونے کی برقی مشین جو پانی بند ہو جانے کے بعد کپڑوں کو خشک کرتی ہے اور اس کا خشک کرنا اس کے گھومنے کی قوت کی بنا پر ہے نہ نچوڑنے کی بنا پر تو کیا یہ کپڑوں کو پاک کرنے کیلئے کافی ہے؟

جواب: ہاں پاک کرنے کے لیے کافی ہے۔

سوال: کتنی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ بعض اشخاص کے ساتھ میں نے مصافحہ کیا اور ان کا ہاتھ گیلا تھا لیکن میں نہیں جانتا کہ یہ مصافحہ کرنے والا مسلمان ہے یا کافر کہ جو طہارت کے حکم میں نہیں ہے تو کیا میرے اوپر واجب ہے کہ اس سے سوال کروں تاکہ مجھے یقین ہو جائے؟

جواب: ہرگز! تم پر اس سے پوچھنا واجب نہیں ہے ممکن ہے کہ تم کہہ سکتے ہو کہ یہ میرا ہاتھ پاک ہاتھ سے مس ہوا ہے۔

سوال: یونیورسٹی کا طالب علم یا تاجر یا سیاح یا دوسرے لوگ جو غیر اسلامی ممالک مثلاً یورپ وغیرہ کا سفر کرتے ہیں تو ان کی روزمرہ کی زندگی میں وہاں کے رہنے والے یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ہوٹل میں حجامت بناتے وقت، دواخانہ وغیرہ میں اس سے ملتے وقت سرایت کرنے والی رطوبت سے نہیں بچا جاسکتا تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب: جب تک تم کو ان کی ظاہری نجاست کا قطعی علم نہ ہو جائے اس وقت تک تم ان کے جسموں کو پاک سمجھو۔

سوال: اگر میں کسی ایسے گھر میں رہنے لگوں کہ جس میں پہلے ایسے لوگ رہتے تھے کہ جن کی طہارت کا حکم نہیں لگایا جاسکتا تو کیا مجھے یہ حق ہے کہ میں وہاں کی ہر چیز پر طہارت کا حکم لگاؤں؟

جواب: ہاں! تم ہر چیز پر طہارت کا حکم لگا سکتے ہو جب تک تم کو ان کی نجاست کا علم یا اطمینان نہ ہو جائے۔

سوال: چھوڑیئے! نماز کی طرف پلٹتے ہیں اور ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کرتا ہوں کہ جو نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے لیکن وہ اکثر غسل کرنے میں غلطی کرتا ہے اب اس کو پورا پورا یقین ہو گیا ہے کہ اس کے کچھ غسل باطل تھے جو اس نے پہلے کئے تھے، لیکن وہ ان کی تعداد کو نہیں جانتا کہ باطل غسل کتنے ہیں اسی بناء پر وہ نہیں جانتا کہ ایسی کتنی نمازیں اور کتنے روزے ہیں جو اس نے باطل غسل کے بعد انجام دیئے ہیں؟

جواب: اس کے روزے صحیح ہیں اگرچہ اس کا غسل باطل ہے لیکن اس پر واجب ہے کہ وہ نمازوں کی قضا کرے جو باطل غسلوں کے ساتھ پڑھی ہیں اگر وہ ان کی تعداد میں کم اور زیادہ ہونے میں متردد ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کم عدد پر بنا رکھے۔

سوال: کبھی ایسا ہو ہے تاکہ میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں اور میری جیب میں کچھ سفید کاغذ بھی ہوتے ہیں تو کیا میں ان پر سجدہ کر سکتا ہوں؟

جواب: ہاں تم ان پر سجدہ کر سکتے ہو اگر وہ پاک ہوں اور لکڑی یا اسکے مشابہ چیز سے بنے ہوں۔ جس پر سجدہ کرنا جائز ہے اور اسی طرح اس کاغذ پر بھی تم سجدہ کر سکتے ہو جو روئی اور کتان سے بنا ہوا ہو۔

سوال: کیا سیمینٹ پر سجدہ کرنا جائز ہے؟

جواب: ہاں سیمینٹ پر سجدہ کرنا جائز ہے۔

سوال: اگر میں گراموفون، ٹیپ ریکارڈر، ریڈیو یا ٹیلی ویژن سے قرآن مجید کی اس آیت کی تلاوت سنوں کہ جس پر سجدہ واجب ہے تو کیا مجھ پر سجدہ کرنا واجب ہے؟

جواب: ہرگز نہیں! تمہارے اوپر سجدہ کرنا واجب نہیں ہے۔ مگر یہ کہ تم کسی شخص کو پڑھتے ہوئے سنو کہ ٹیپ ریکارڈر وغیرہ سے۔

سوال: اگر کوئی عورت نماز پڑھ رہی ہو اور اس کے سر کے کچھ بال اس کے مقنعہ یا چادر سے باہر نکلے ہوں اور اس کو نہ جانتی ہو تو کیا مجھ پر نماز کے درمیان یا نماز کے بعد اس کو بتانا واجب ہے؟

جواب: ہرگز نہیں۔ تمہارے اوپر اس کا بتانا واجب نہیں ہے اور اگر وہ عورت اس چیز کو نہ جانے اور نماز کو تمام کر دے اس کی نماز صحیح ہے اور اگر وہ دوران نماز اس چیز کو جان لے اور ان کو چھپانے میں جلدی کرے تو بھی اس کی نماز صحیح ہے۔

سوال: ایک شخص نماز صبح سے چند منٹ پہلے بیدار ہوتا ہے تو کیا اس کا دوبارہ سونا جائز ہے جبکہ اس کو یہ معلوم ہو یا اس احتمال قوی ہو کہ وہ سورج نکلنے سے پہلے بیدار نہیں ہوگا؟

جواب: جبکہ یہ چیز اس کی سستی یا نماز کو معمولی چیز سمجھنے پر موقوف ہو تو پھر اس کا سونا جائز نہیں ہے۔

سوال: طالب علم، مزدور، ملازم پڑھنے کے لئے یا اپنے کام پر اپنے شہر سے (۲۲) کلومیٹر دور جاتا ہے اور پھر اپنے شہر لوٹ آتا ہے اور یہ اس کا سفر اکثر ایک سال یا زیادہ عرصہ تک جاری رہتا ہے تو اس کی نماز اور روزوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ اپنی نماز تمام پڑھے گا اور روزے رکھے گا۔

سوال: اگر ایک سال کے دوران ہر ہفتہ تین یا چار مرتبہ کوئی سفر کرے (نہ اس حیثیت سے کہ سفر اس کا پیشہ ہے) بلکہ اپنی دوسری ضروریات کی غرض سے مثلاً سیر و تفریح کے لئے یا بیماری کے معالجہ کے لئے یا قبور ائمہ علیہم السلام کی زیارت کے لیے یا کسی دوسری چیز کے لئے سفر کرے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ اپنی پوری نماز پڑھے اور روزہ رکھے گا کیونکہ وہ عام لوگوں کے نزدیک اس کے بعد کثیرا السفر شمار کیا جائے گا اور اگرچہ وہ ہفتہ میں دو مرتبہ سفر کرے اور پانچ دن اپنے وطن رہے تو پھر نماز قصر اور تمام (یعنی نماز پوری پڑھے اور قصر بھی پڑھے) کو جمع کرے اور ماہ رمضان میں روزوں کو رکھے اور بعد میں ان کی قضا بھی کرے۔

سوال: ہماری گفتگو سفر کے سلسلہ میں ہے تو معاف کیجئے میں آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کرتا ہوں کہ جو ماہ رمضان میں زوال کے بعد سفر کرے اور وہ روزہ دار ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس دن کا روزہ رکھے اور اس کی قضاء لازم نہیں ہے۔

سوال: اور اگر وہ زوال سے پہلے سفر کرے اور اس کی نیت رات ہی سے کر لے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔ وہ حد ترخص پر پہنچنے کے بعد افطار کرے اور اس کے بعد میں قضا بجالائے۔

سوال: اور اگر وہ زوال سے پہلے سفر کرے اور اس کی نیت سفر رات سے نہ ہو؟

جواب: اس کا حکم بھی پہلے حکم کی طرح ہے۔

سوال: ماہ رمضان میں مسافر زوال کے بعد اپنے وطن یا اپنے رہنے کی جگہ پہنچے تو کیا ایسی صورت میں اس باقی دن میں اس پر

امساک (روزہ باطل کرنے والی چیزوں سے پرہیز) ضروری ہے؟

جواب: اس پر امساک واجب نہیں ہے اگرچہ مناسب یہی ہے کہ وہ بقیہ دن امساک کرے۔

سوال: اور اگر وہ زوال سے پہلے آجائے اور اس نے اپنے اس سفر میں روزہ افطار کر لیا تو؟

جواب: اس کا حکم پہلے حکم کی طرح ہے۔

سوال: اور اگر وہ زوال سے پہلے اپنے وطن یا رہنے کی جگہ پہنچ جائے اور اس نے سفر میں افطار بھی نہیں کیا؟

جواب: اس پر روزہ کی نیت واجب ہے بقیہ دن وہ مفطرات روزہ سے اجتناب کرے۔

سوال: ایک شخص نے چند سال ماہ رمضان میں روزے رکھے اور وہ غسل جنابت کے واجب ہونے کو جہالت کی بنا پر نہیں

جانتا تھا اس بنا پر اس نے غسل نہیں کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا روزہ صحیح ہے اور اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

سوال: بعض حساسیت کے مریض (مثلاً سینہ کی حساسیت، دمہ کی بیماری) ایک ایسی چیز کرتے ہیں کہ جو سانس لے نے میں درد

دیتی ہے۔ اس کو ہم سانس لینے کی مشین کہتے ہیں۔ وہ اسکو دھن میں سانس کی تنگی کے وقت رکھتے ہیں اور اس سے گیس کے مانند

ایک چیز نکلتی ہے تو اس کا استعمال روزہ میں جائز ہے؟

جواب: ہاں، روزہ کی حالت میں اس کا استعمال جائز ہے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

سوال: آیا ماہ رمضان میں دن کے وقت بے روزہ دار لوگوں کو کھانا کھلانا جائز ہے؟ چاہے یہ کھانا ہوٹل میں یا گھر میں کھلایا جائے

ان بے روزہ دار لوگوں میں معذور بھی اور غیر معذور بھی ہوں اس کھانا کھلانے میں اس مقدس مہینہ کی بے حرمتی بھی نہ ہوتی ہو؟

جواب: معذورین کے لئے کھانا کھلانا جائز ہے (ان کے علاوہ کسی کو کھانا کھلانا جائز نہیں)

سوال: اگر منجمین کی طرف سے چاند ثابت ہونے کا اعلان ہو جائے اور نجومی حساب کے صحیح ہونے کا مجھے شخصاً اطمینان حاصل ہو تو کیا چاند کی پہلی تاریخ کے ثابت ہونے میں، میں اپنے اطمینان پر اعتماد کرتے ہوئے روزہ رکھ سکتا ہوں اور کیا اسی طرح عید مان کر روزہ توڑ سکتا ہوں؟

جواب: چاند کی پہلی تاریخ ثابت ہونے میں اطمینان کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اور اسی طرح اطمینان کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے کہ چاند دیکھنے کے قابل ہو بلکہ ضروری ہے کہ چاند کو تم خود دیکھو۔ یا تمہارے علاوہ جو دوسرے لوگ ہیں وہ دیکھیں، ہاں اگر کسی دوسرے شہر میں رؤیت ہلال ہو گئی ہو اور تمہارا شہر اس کے افق میں متحد ہو اس طرح کی بادل، غبار، پہاڑ وغیرہ کے مانند کوئی چیز، دیکھنے سے مانع ہو تو پھر تمہارے شہر میں بھی اس کی رؤیت لازمی ہے۔ (لہذا چاند ثابت ہو جائے گا)

سوال: گلو کوز جس میں پانی، شکر اور کچھ دوائیں ملی ہوتی ہیں۔ جو مریض کو انجیکشن کے ذریعے خون میں مرض کی بنا پر غذا کے طور پر چڑھائی جاتی ہے کیا روزہ دار کا اس سے بچنا واجب ہے؟

جواب: بچنا واجب نہیں ہے اگرچہ مناسب یہی ہے کہ اس کو نہ چڑھایا جائے۔

سوال: اب حج کی طرف چلتے ہیں، میں آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں سوال کرتا ہوں کہ جو کسی سال مادی و مالی اعتبار سے مستطیع ہو گیا۔ مگر سفر میں رکاوٹ پیدا ہو گئی اور وہ اس سال ویزہ حاصل نہ کر سکا حج کے موسم کے بعد حج کے لئے جو مخصوص مال تھا وہ ضروریات زندگی پر خرچ کرنے کے لئے مجبور ہو گیا اس کے بعد وہ اتنی مقدار میں مال کے حاصل کرنے پر مستطیع نہ ہو سکا کہ جتنا حج کے لئے ضروری ہے؟

جواب: اگر آنے والے سالوں میں وہ مستطیع ہو گیا تو اس پر حج واجب ہے اور اگر مستطیع نہ ہو تو حج اس پر واجب نہیں ہے۔ سوال: آپ نے حج کی بحث میں مجھ سے فرمایا کہ میں نے رمی - ”جرمہ عقبہ“ کیا تو آپ نے یہ نہیں بتایا کہ یہ کنگریاں کس سمت سے ان شیاطین کو ماریں؟

جواب: میں نے ان کے سامنے سے یہ کنگریاں ماریں اس لئے کہ ان کے پیچھے سے مارنا جائز نہیں ہے۔

سوال: آپ نے فرمایا تھا کہ آپ نے اس میقات سے اپنا احرام باندھا تھا کہ جس کا نام جحفہ تھا، جدہ ہوائی جہاز سے پہنچنے کے بعد، پس اگر کوئی شخص جہالت کی بنا پر جدہ سے احرام، باندھ لے اور جحفہ سے نہ باندھے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: احرام باندھنے کی نذر جدہ سے کی ہو تو پھر احرام باندھنا وہاں سے صحیح ہے۔

سوال: آپ نے فرمایا تھا کہ طواف اور سعی کے بعد آپ نے خود تقصیر کی (بال کاٹے) اگر آپ اپنے بال کاٹنے سے پہلے کسی دوسرے بھائی کے بال کاٹیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: اپنے بال کاٹنے سے پہلے کسی دوسرے کے بال کاٹنا صحیح ہے۔

سوال: اگر مجھ پر اس سال حج واجب ہو جائے اور اس میں یونیورسٹی یا کالج کا ایک طالب علم ہوں۔ اگر حج کا وقت اور سالانہ امتحان ایک ہی وقت میں جمع ہو جائیں اور ایسی صورت میں حج کئے لئے میرا سفر کرنا ایک سال کی پڑھائی کا نقصان، اور اس میں مادی اور معنوی شدید نقصان ہے؟

جواب: اگر تمہارا سفر تمہارے لئے شدید حرج کا باعث ہو جیسا کہ تم نے کہا تو اس سال حج کا ترک کرنا تمہارے لیے جائز ہے۔ سوال: مجھے معاف کیجئے گا بعض موضوعات کو چھوڑتے ہوئے خاص طور سے تجارت کے بارے میں سوال کر رہا ہوں، اور ہم اس موضوع کو حکومتی بینکوں کے ساتھ تجارت کے معاملہ سے شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ بعض لوگ اپنے اموال کو تجارت کی غرض سے ان کے سپرد کرتے ہیں تاکہ ان میں اضافہ ہو جائے؟

جواب: میرے والد صاحب نے فرمایا ٹھہرو میں پہلے تم سے ایک سوال کرتا ہوں، کہ کیا یہ بینک اسلامی ممالک یا غیر اسلامی ممالک کی حکومتوں کے ہیں؟ اور کیا جو مال ان کے سپرد کیا جاتا ہے وہ اس شرط کے ساتھ کہ وہ اس پر فائدہ دینے کے یا نہیں؟ سوال: ان تمام میں کیا فرق ہے؟

جواب: غیر اسلامی ممالک کے بینکوں میں مال سپرد کرنا ہر حال میں جائز ہے اور اگرچہ فائدہ حاصل کرنے کی شرط ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر یہ بینک اسلامی ممالک میں ہیں تو اگر فائدہ کے حصول کی شرط پر مال ان کے سپرد کیا جائے تو یہ حرام ہے اور اگر اس شرط کے بغیر ہو تو صحیح ہے لیکن اس مال میں تصرف جائز نہیں کہ جو سود سے حاصل کیا گیا ہو البتہ حاکم شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کرنے کے بعد تصرف کر سکتے ہیں۔

سوال: اصل مال اور بینک نے جو مال کی سپردگی پر فائدہ دیا ہے ان دونوں کے درمیان کیا کوئی فرق ہے؟ جواب: نہیں دونوں میں کوئی فرق نہیں حکومت اسلامی کی بینک سے جو چیز لی گئی ہے اس میں تصرف اسی وقت جائز ہے جبکہ اس کی اجازت حاکم شرع یا اس کا وکیل دے

سوال: آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اسلامی ممالک کے بینکوں میں فائدے کے حاصل ہونے کی شرط پر مال کا سپرد کرنا جائز نہیں تو آپ کا اس شرط سے کیا مقصد ہے؟ گویا آپ کا مقصد ہے کہ سپرد کرنے والا اپنے آپ کو اس کا پابند بنائے کہ اگر بینک نے اس کو کوئی فائدہ نہ دیا تو اسے کوئی مطالبہ نہ کرے گا؟

جواب: نہ اس شرط کے معنی یہ نہیں ہے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بینک کو مال حوالہ کرنا اس بات پر موقوف نہ ہو کہ بینک پر اس کی اضافہ رقم دینا لازمی ہو۔۔۔

البتہ فائدہ کا مطالبہ کرنا شرط نہ لگانے کے ساتھ وسیع ہی مربوط ہے جیسا کہ فائدہ کا مطالبہ نہ کرنا شرط لگانے کے ساتھ مربوط ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہیں

سوال: جبکہ میں جانتا ہوں کہ مجھے بینک نفع دیگا مگرچہ اس نفع کی شرط بھی نہ لگائی جائے تو کیا اس صورت میں میرے لئے جائز ہے کہ میں اپنی رقم فلکس ڈیپوزٹ کرالوں؟

جواب: ہاں تمہارے لئے جائز ہے کہ جب تک تم اس پر فائدہ کی شرط نہ لگاؤ۔

سوال: بعض لوگ بینک سے قرض لیتے ہیں اور بینک ان پر فائدہ لینے کی شرط لگاتا ہے تاکہ ان کو قرض دے اور کبھی یہ قرض رہن (گروی) کے ساتھ دیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: بینک سے قرض لینا جائز نہیں ہے جبکہ وہ قرض دینے پر معین فائدہ کی شرط لگائے، کیوں کہ وہ سود ہے اب چاہے یہ قرض رہن (گروی) کے ساتھ ہو یا بغیر رہن کے ساتھ ہو لیکن بینک سے مال لینا جائز ہے۔ جبکہ قرض لینے کا قصد نہ ہو پھر اس میں حاکم شرع یا اس کے وکیل سے اس میں تصرف کرنے کی اجازت حاصل کر لے اور اس صورت میں ان کے لئے کوئی حرج نہیں کہ ان کو اس کا علم ہو کہ بینک ان سے زبردستی فائدہ وصول کر لے گا پس اگر بینک ان سے طلب کرے تو پھر ان کو جائز ہے کہ وہ اضافہ رقم کو دیدیں کیونکہ وہ لوگ بینک کو دینے کی ہمت نہیں رکھتے۔

سوال: اگر کسی شخص کے پاس رہنے کے لئے گھر نہیں ہے تو کیا یہ شخص حکومتی بینک سے قرض لیکر اپنے لئے گھر بنا سکتا ہے؟

جواب: فائدہ کی شرط کے ساتھ بینک سے قرض لینا چاہے جو غرض بھی ہو صحیح نہیں ہے لیکن بینک سے مال حاصل کرنا جبکہ قرض کی نیت نہ ہو جائز ہے اور اس میں تصرف کرنا حاکم شرع یا اس کے وکیل سے اجازت لیکر جائز ہے یہ میں تم کو پہلے بتا چکا ہوں اب پھر دوبارہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلامی ممالک میں حکومتی بینکوں سے مال حاصل کرنا جائز نہیں ہے پس اگر تم نے اپنے جاری شدہ حساب سے اپنے مال کو نکال لیا تو اس میں تم حاکم شرع کی اجازت سے تصرف کرو اور اگر تم نے بینک کو چیک دیکر مال کو اپنے قبضہ میں کر لیا تو حاکم شرع یا اس کے وکیل سے اجازت لیکر اس میں تصرف کرو اسی طرح دوسری چیزوں میں بھی (جو بینک سے فائدہ کے سلسلہ میں مربوط ہیں حاکم شرع سے یا اس کے وکیل سے اجازت لیکر تصرف جائز ہے

سوال: کیا بینک میں لین دین کا کھاتا کھول سکتے ہیں اس بارے میں مجھے بتائیے۔؟

جواب: ہاں! ہاں بینکوں میں لین دین کا کھاتا کھول سکتے ہیں اور اسی طرح بینک چاہے پرائیویٹ ہو یا حکومتی ہو اس کو کھاتہ دار سے فائدہ لینا جائز ہے چاہے بینک فائدہ اپنی خدمات کی وجہ سے لے یا قرض کی ادائیگی کے سلسلہ میں فائدہ لے، یا جو املاک کے کاغذات و اسناد جو بینک کو حفاظت کے لئے دیئے ہیں ان کی حفاظت کے سلسلہ میں بینک فائدہ لے یا اس مبلغ پر فائدہ لے کہ جو بینک اپنے مال خاص سے اس کو دیا ہے وہ مال کے لوٹانے کی غرض سے فائدہ لے نہ کہ کھاتے دار کے حساب کی وجہ سے

سوال: بینک اگر مالی ضمانت یا مالی عہد و پیمانہ کر لے گویا کسی معاملہ کے مقابلہ میں بینک ضامن ہوا، اب وہ ضمانت چاہے قانونی ہو یا غیر قانونی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز ہے یہاں تک کہ اگر بینک اس معاملہ کی ضمانت یا عہد و پیمانہ پر اجرت بھی لے تو بھی جائز ہے۔

سوال: شیئروں (تجارتی حصوں) کا شرکت میں خریدنا اور بیچنا مثلاً ایک دوسرے کے حصے خریدنا یا فقط اپنے لئے حصوں کا خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: (تجارتی حصوں) شیئروں کا خریدنا اور بیچنا شرکت میں جائز ہے، شرط یہ ہے کہ اس شرکت کے معاملات حرام نہ ہوں۔ مثلاً شرکت کے معاملات شراب کی تجارت یا سودی معاملات پر مبنی نہ ہوں۔

سوال: کبھی یہ کمپنیاں ان شیئروں کو بینک کے ذریعہ بیچنے میں مدد لیتی ہیں جن شیئروں کے وہ مالک ہیں، پس بینک بیچ میں آ کر معینہ اجرت بھی لیتا ہے؟

جواب: اس کا یہ اجرت لینا صحیح ہے اور یہ معاملہ جائز ہے۔

سوال: کیا اسناد (تجارت و املاک) کا بیچنا جائز ہے؟

جواب: اسناد (تجارت و املاک) کا بیچنا صحیح نہیں ہے اور نہ بینک کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ ان کی خرید فروخت کے درمیان آئے اور یہ بات فطری ہے کہ اس وقت بینک کا اس پر اجرت لینا صحیح نہیں ہے۔

سوال: کیا داخلی یا خارجی عملیات کو تحویل دے سکتے ہیں؟

جواب: ذرا ٹھیک سے اپنے سوال کو بیان کیجئے یا اس کی مثال دیجئے تاکہ تمہارے مطلب کا میں جواب دے سکوں؟

سوال: کھاتہ دار جب اپنے حساب میں سے کچھ رقم اپنے وکیل کے حوالہ کرے جبکہ کھاتہ دار کا حساب و کتاب بینک میں ہو تو بینک اپنے کھاتہ دار کے لئے ایک (مخصوص) چیک جاری کرتا ہے، پھر اس کو جاری کرنے کی بنا پر ایک معین اجرت بھی لیتا ہے؟

جواب: اس کو یہ اجرت لینے کا حق ہے۔

سوال: ایک شخص نے کچھ نقد رقم کسی شہر میں بینک کے حوالے کی تاکہ وہ اس رقم کو یا اس کے معادل دوسری رقم وغیرہ کو ملک کے اندر کسی بھی جگہ یا ملک سے باہر بینک سے حاصل کرے پھر بینک اس کام کے کرنے کے لئے معین اجرت لیتا ہے؟

جواب: اس کو یہ اجرت لینے کا حق ہے۔

سوال: بینک دوسرے کے تجارتی معاملات کو نقد مالی اضافہ کے ساتھ اپنے اختیار میں لیتا ہے؟

جواب: اس کو اس کا حق ہے۔

سوال: ایک شخص کے ذمہ کسی دوسرے شخص کا قرض ہے اور قرض دار سے قرض کی قانونی رسید لیتا ہے، پھر وہ چاہتا ہے کہ اپنے اس قرض کو کہ جس کی مدت باقی ہے کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فوری کم قیمت پر بیچ دے تو کیا وہ کر سکتا ہے؟  
جواب: ہاں، وہ یہ کر سکتا ہے اس کو اس کا حق حاصل ہے۔

سوال: نقدی رقم کے حوالہ جات دینا، میرا مقصد اس سے یہ ہے کہ قرض دار اپنے قرض ادا کرنے کا اختیار بینک کو دے دے یا بینک اپنے قرض کو ملک سے باہر کسی بھی شعبہ کے حوالہ کر دے یا کسی دوسرے بینک کے حوالہ کر دے؟  
جواب: دونوں حوالہ صحیح ہیں، اور شرعی ہیں اور بینک کو اس کام کے کرنے کی اجرت لینے کا حق حاصل ہے۔

سوال: لوگوں کا موت کے خطرے یا دوسرے حادثات یا اموال کے نقصانات پر مثلاً ہوائی جہازوں، موٹر گاڑیوں اور کشتیوں کے نقصانات یا جلنے یا ڈوب جانے وغیرہ پر بیمہ کرنا صحیح ہے یا نہیں؟  
جواب: ان تمام چیزوں کا بیمہ کرنا صحیح ہے اور دونوں جانب پر پابندی کرنا لازمی ہے۔

سوال: بینک میں حساب و کتاب اور اس کے ساتھ معاملہ کرنے کے ضمن میں میں آپ سے سونے کی ایک مثقال سے بنی ہوئی چیز کو ایک مثقال کی بنی ہوئی کسی دوسری چیز سے بچنے کے بارے میں سوال کرتا ہوں اس کے ساتھ اس بنی ہوئی چیز کے بنانے کی اجرت بھی لی جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ چیز تم پر حرام ہے، اور جائز نہیں ہے۔ اگرچہ بہت سے سناروں کے ہاں یہ چیز ان دنوں رائج ہے، اور میں تم کو پہلے اس سوال کے بارے میں جواب دے چکا ہوں اور پھر تاکید کرتا ہوں کہ حرام ہے اور جائز نہیں۔

سوال: بعض شادی کے سفید سونے کے زیورات ہوتے ہیں کیا مردوں کے لئے ان کا پہننا جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: تمہاری مراد سونے کی زنجیر ہے؟

سوال: ہاں!

جواب: زنجیر اگر سونے کے علاوہ کسی اور چیز کی بنی ہوئی ہو تو مرد کے لیے پہننا جائز ہے۔ کیونکہ ان پر جو ممنوع ہے وہ سونے کے تمام گریٹ کی بنی ہوئی چیزیں ہیں نہ کہ دوسری دھاتوں کی۔

سوال: کیا حیوان اور انسان کے مجسمہ بنانا جائز ہیں؟

جواب: نہیں جائز نہیں ہے۔

سوال: کیا انسان یا حیوان کے مجسمہ کے علاوہ تصویر بنانا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا انسان اور حیوان کے مجسمہ کی تماثل (فوٹو) بیچنا اور خریدنا جائز ہے اور زینت کیلئے رکھنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: بعض لباس جو پتلے اور فرم ہوتے ہیں انکو (الباعۃ) کہا جاتا ہے جو خالص ریشم کے ہوتے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ وہ اصلی ریشم کے ہیں یا نہیں کیا مجھ پر واجب ہے کہ اس کی تحقیق کروں تاکہ مجھے یقین ہو جائے؟

جواب: تم پر اس کی تحقیق کرنا واجب نہیں ہے کہ تم کو اس کا یقین ہو جائے ان لباسوں کا پہننا تمہارے لیے جائز ہے۔

سوال: بانسری اور غنا کے خاص آلات اور اس طرح دوسرے حرام لہو کے آلات کا بیچنا حرام ہے لیکن یہاں دوسرے آلات لہو بچوں کے کھیلنے کے لیے بنائے جاتے ہیں۔ اور ان کی غرض بچوں کو بہلانا ہے۔ کیا ان کا بیچنا اور خریدنا جائز ہے؟

جواب: جائز ہے جب تک ان کا حرام آلات میں شمار نہ ہو۔

سوال: کبھی زمین کا مالک اور ٹھیکیدار اس بات پر متفق ہوتے ہیں کہ ٹھیکہ دار مالک کو اس معین رقم کے مقابلہ میں گھر بنا کر دے اور ٹھیکہ دار پر یہ شرط لگائی جاتی ہے کہ وہ ایک سال کی مدت میں گھر بنا کر تیار کر دے۔ پس اگر ٹھیکہ دار نے اس مدت میں گھر بنا کر نہ دیا تو گھر کے مالک کو ایک معین رقم گھاٹے کے طور پر دینی پڑے گی اور کبھی ٹھیکہ دار گھر کے مالک پر شرط لگاتا ہے کہ وہ ایک سال کی مدت میں گھر بنا کر تیار کر دے گا مگر شرط یہ ہے کہ گھر کا مالک اس کام کی مدت میں گھر بنانے کے سامان کو مہیا کرنے میں تاخیر نہ کرے۔ اور جب اس کی طرف سے شرط میں تاخیر ہو تو پھر ٹھیکہ دار اس سے معین مالی نقصان لے گا۔

پس جب سال تمام ہو جائے اور گھر نہ بن سکے اور تاخیر کا سبب گھر کے مالک کی وجہ سے ہو تو کبھی ماہانہ خسارت مالی ٹھیکہ دار لیتا ہے اور کبھی یہ خسارے ایک ہی مرتبہ لے لیتا ہے اب چاہے یہ تاخیر لمبی مدت کی ہو یا کم مدت کی پس کیا ان دو صورتوں میں یہ جانتے ہوئے کہ یہ دونوں شرطیں عقد لازم کی بنا پر باندھی گئی ہیں تو کیا اضافہ لینا جائز ہے؟

جواب: دونوں صورتوں میں اضافی رقم لینا جائز ہے۔

سوال: کمپنیوں، کارخانہ جات، چھاپہ خانوں اور صنعتی اداروں کے لئے قانوناً اور عرفاً مالی اجازت ہے جب تک کہ وہ اجازت حکومت کی طرف سے لغو قرار نہ پائے کیا ایسی صورت میں اس کی مالیت کو بیچا جاسکتا ہے؟ کیا اس کو خریدا جاسکتا ہے؟ اور ایک شخص کی ملکیت سے دوسرے شخص کی ملکیت میں منتقل ہو سکتی ہے؟ اور یہ چیز شرعاً ٹھیک ہے؟

جواب: ہاں! خصوصاً ان چیزوں کا کہ جن کی شارع نے اجازت دی ہو۔

سوال: بعض چھاپہ خانے اپنی چھاپی ہوئی کتاب پر تجارتی حیثیت سے مؤلف کتاب یا ناشر کتاب کی اجازت کے بغیر یہ عبارت لکھتے ہیں ”حقوق طبع بحق مؤلف یا ناشر محفوظ ہیں“ کیا یہ درست ہے؟

جواب: اس مذکورہ تحریر کا کوئی اثر نہیں۔ مگر یہ کہ مؤلفین و ناشرین اور ان کے حقوق قانون کی روشنی میں اور حاکم شرع کی

طرف سے ثابت ہوں۔

سوال: حیوانات کو سجانا اور ان کی منظر عام پر نمائش کرنا اور زینت کے لئے جلوس میں شرکت کرنا کیسا ہے؟  
جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا خون کا بیچنا اور اس کا خریدنا علاج کیلئے جائز ہے؟  
جواب: جائز ہے۔

سوال: جس حیوان کا گوشت کھایا نہ جاتا ہو اس کا گوشت اس شخص کے ہاتھ بیچنا جس کا مذہب اس کے گوشت کو کھانا جائز سمجھتا ہو کیسا ہے؟ کیا صحیح اور جائز ہے؟  
جواب: جائز ہے۔

سوال: آپ نے گذشتہ بحث میں مجھ سے فرمایا تھا کہ! جس دسترخوان پر شراب پی جاتی ہو تو اس پر بیٹھنا حرام ہے۔ اس بنا پر کیا مجھے حق ہے کہ میں ایسے شخص کی ملازمت کروں کہ جہاں شراب اور (بئیر) و مردار بیچا جاتا ہے اور اس کے ساتھ دوسری اشیاء بھی بیچی ہوئی رقم جمع ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تم نے اس کے یہاں صرف حلال چیزوں کو بیچنے کا طے کیا ہو تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور وہ اجرت جو تم کو اس سے ملتی ہے اس وقت تک تمہارے لئے لینا حلال ہے جب تک کہ تم کو اس کا حرام چیز میں شامل ہو جانا معلوم نہ ہو جائے۔ (جب تم کو یہ یقین ہو جائے کہ یہ اجرت اسی میں سے دی جا رہی ہے جو حرام مخلوط ہے تو پھر اس کا لینا جائز نہیں ہے۔

سوال: کیا میں ایسے ہوٹل میں کام کر سکتا ہوں کہ جہاں صرف میرا کام یہ ہو کہ مجھے وہ گوشت پکانا ہو کہ جس کا شرعی تذکیہ نہ کیا گیا ہو، جب کہ میں اس معاملہ کے لئے ہوٹل میں نہیں آیا ہوں بلکہ میرا کام پکانے میں محدود ہے (اور بس)؟  
جواب: تمہارے لئے یہ جائز ہے۔

سوال: اب جبکہ میں کھانے پینے کے مسئلوں پر آگیا ہوں تو میرا پہلا سوال اس مرغ کے گوشت کی خرید و فروخت کے بارے میں ہے کہ جو اسلامی ممالک سے آتا ہے اور اس پر یہ جملہ لکھا ہوا ہوتا ہے کہ ”یہ اسلامی طریقہ پر ذبح کیا گیا ہے“؟  
جواب: تمہارے لئے اس کا کھانا پینا اور خرید و فروخت کرنا جائز ہے، جب تک کہ تم کو اس کے تذکیہ نہ ہونے کا یقین نہ ہو جائے یہ جملہ لکھا ہو یا نہ لکھا ہو۔

سوال: جو غیر اسلامی ممالک سے وارد ہوتا ہے اور اس پر یہ جملہ لکھا ہوا ہو کہ یہ اسلامی طریقہ پر ذبح کیا گیا ہے؟  
جواب: اس کا کھانا تمہارے لئے جائز نہیں ہے جب تک کہ تمہیں اسلامی طریقہ پر ذبح کرنے کا اطمینان نہ ہو جائے اور یہ ذبح حقیقی ہونہ کہ زبانی۔

سوال: وہ پتیر جو غیر اسلامی ممالک سے آتی ہے جبکہ میں اس کے بننے اور اس کی بستہ بندی کے طریقہ سے واقف نہ ہوں تو کیا میرے لئے اس کا کھانا جائز ہے؟

جواب: اس کا کھانا جائز ہے۔

سوال: بہت سی مچھلیاں ایسی ہیں کہ جن کے جسم پر (فلس) نہیں ہوتا تو کیا ان کا کھانا جائز ہے؟

جواب: ہاں ان کا کھانا جائز ہے، چاہے اس کے جسم پر ایک ہی چھلکا کیوں نہ ہو۔

سوال: ”معلب“ نام کی مچھلی جو یورپ اور امریکہ کے بعض ممالک سے آتی ہے کیا اس کا کھانا ہمارے لئے جائز ہے؟ جبکہ ہم کو

اس کے تذکیہ کا علم دو جہت سے نہ ہو۔

### پہلی جہت:

یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ اس پر فلس ہے لیکن مچھلی کے نام سے جو غلاف پر لکھا ہے اس سے ثابت ہے کہ یہ وہی مچھلی ہے کہ جس پر فلس ہوتا ہے۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ صادر کرنے والے ممالک معلب نامی مچھلیوں کی اس قسم کو اس کے بیان کئے ہوئے صفات کے مطابق جو غلاف کے اندر ہے ٹھوس قوانین کے ساتھ بستہ بندی کرتے ہیں،

### دوسری جہت:

یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ اس کو پانی کے اندر مرنا ہو ا پکڑا ہے یا پانی کے باہر زندہ پکڑا ہے۔ اگر پانی کے اندر مری ہوئی ہے تو جال کے اندر یا اس روکاؤٹ کے اندر جو مچھلی پکڑنے کے لئے کھڑی کرتے ہیں۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ انھیں جدید قسم کی کشتیوں سے شکار کیا جاتا ہے کہ جو مچھلی پکڑنے کے واسطے بنائی گئی ہیں اور ان سے زندہ مچھلی پانی سے باہر نکالی جاتی ہے بہت کم ایسی مچھلیاں پانی سے باہر نکالی جاتی ہیں بہت کم ایسی مچھلیاں ہیں جو مر کر مخلوط ہو جاتی ہیں؟

جواب: اگر تم کو معلوم ہو کہ یہ مذکی ہے چاہے یہ دونوں صورتیں آپ کے پیش نظر ہوں، کھانا جائز ہے ورنہ نہیں۔

سوال: یہاں کچھ مسلمانوں کے بازار میں ہوٹل ہیں جو گوشت کو بیچتے ہیں؟

جواب: ان کے پکائے ہوئے گوشت کا کھانا جائز ہے

سوال: کیا ہوٹل کے مالک سے معلوم کئے بغیر؟

جواب: ہاں، ہوٹلوں کے مالکوں سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ ہوٹل میں جو کام کرنے والے ہوتے ہیں ان کی

دیانت معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

سوال: جو (بئیر) الکحل سے خالی ہو کیا اس کا پینا جائز ہے؟ کیا وہ پاک ہے؟  
 جواب: شاید تمہاری مراد وہ شراب ہے کہ جو (جو) کے خمیر سے نکالی جاتی ہے اور جس سے عادتاً نشہ ہوتا ہے، اس کو (فقاع) کہتے ہیں اور وہ حرام ہے،۔ اسی طرح وہ نجس بھی ہے۔

سوال: کیا دوا کے پینے سے پہلے تحقیق و یقین کرنا ضروری ہے کہ وہ اپنے مرکبات میں حرام چیزوں سے محفوظ ہے؟  
 جواب: ہرگز نہیں تحقیق اور یقین کرنا واجب نہیں ہے۔

سوال: اکثر دوا اور طاہر چیزوں میں الکحل ملی ہوئی ہوتی ہے تو کیا ان کا کھانا میرے لئے جائز ہے اور کیا وہ نجس ہیں؟  
 جواب: وہ نجس نہیں ہیں اور تمہارے لئے ان کا کھانا جائز ہے۔

سوال: ابھی کئی مختلف اور نئے موضوعات کے بارے میں سوالات ہیں؟  
 جواب: جو چاہو پوچھو۔

سوال: پہلے میں شروع اسی سوال سے کرتا ہوں کہ کیا کوئی زندہ انسان کسی دوسرے زندہ انسان کو ثوابا اپنی آنکھ یا گمردہ دے سکتا ہے۔ کیا اس کے لئے یہ کام جائز ہے؟

جواب: آنکھ کا دینا ثواباً جائز نہیں ہے۔ لیکن گمردہ کا ثواباً دینا اس وقت جائز ہے جبکہ اس کے پاس دوسرا گمردہ سالم ہو۔

سوال: بعض اشخاص وصیت کرتے ہیں کہ انکی موت کے بعد ان کے جسم کے بعض اعضا کاٹ دیئے جائیں تاکہ وہ کسی ضرورت مند انسان کے جسم میں جوڑ دیئے جائیں، تو کیا اس وقت ان اعضاء کا قطع کرنا صحیح ہے؟

جواب: ہرگز نہیں، (صحیح نہیں ہے) جبکہ وصیت کرنے والا مسلمان ہو، مگر یہ کہ کسی مسلمان کی حیات کا دار و مدار اسی عضو کے لگانے پر ہو تو ایسی صورت میں جائز ہے، اگرچہ اس کے مالک نے وصیت بھی نہ کی ہو لیکن دیت کاٹنے والے پر لاگو ہوگی مگر یہ کہ کاٹنے کی وصیت کی ہو تو پھر دیت ثابت نہیں ہوگی۔

سوال: کبھی عورت کے جسم کے اندر بچہ دانی کی رگوں کو باندھ دیا جاتا ہے جبکہ حمل اس کی صحت کے لئے خطرہ ہو اسی کے ساتھ آپریشن کے ذریعہ اس کے کھولنے کا امکان بھی ہے؟  
 جواب: یہ جائز ہے اگرچہ وہ کھولی بھی نہ جا سکتی ہو۔

سوال: بعض کمپنیاں مریض پر اپنی دوا کا تجربہ کرتی ہیں اور اس کو اس کی اطلاع نہیں دیتیں تاکہ وہ دیکھیں کہ یہ دوا موثر اور شفا بخش ہے یا نہیں؟

جواب: یہ فعل صحیح نہیں ہے۔

سوال: عام آپریشن یا مردہ جسم کا آپریشن درست ہے یا نہیں جبکہ اس کا سبب معقول ہو جیسے جرم پتہ لگانا یا (ڈاکٹری) کی تعلیم یا اس سے مشابہ دوسری چیزوں کے لئے ہو؟

جواب: مسلمان میت کی چیر پھاڑ کرنا ان اسباب کے لئے جائز نہیں ہے لیکن اس کافر کی میت جس کا خون اس کی زندگی میں محفوظ نہ ہو (غیر محقوق الدم) اس کی چیر پھاڑ کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح وہ کافر جس کا خون اس کی زندگی میں (محقوق الدم) مشکوک ہو جبکہ کوئی شرعی (دلیل) اس پر قائم نہ ہو تو اس کی چیر پھاڑ جائز ہے۔

سوال: بہت سے طبی بیانات اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ تمباکو نوشی صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ کیونکہ تمباکو نوشی قلبی امراض اور خونی رگوں اور شریانوں کے امراض کا باعث ہوتی ہے اور وہ سانس کی تنگی کو بڑھاتی ہے، بلڈ پریشر، کینسر اور سینہ کے درد کا سبب بنتی ہے، اس کے علاوہ گھر اور معاشرہ پر اس کے دوسرے نقصانات مرتب ہوتے ہیں۔ کیا جو شخص تمباکو نوش نہیں ہے وہ اس کو شروع کر سکتا ہے؟ اور کیا جو عادی ہے اسے جاری رکھ سکتا ہے؟ پھر کیا حاملہ عورت کیلئے تمباکو نوشی جائز ہے۔ جب کہ اطباء (ڈاکٹروں) کا کہنا ہے کہ ماں کی تمباکو نوشی سے جنین متاثر ہوتا ہے؟

جواب: تمباکو نوشی چاہے مرد کرے یا عورت جب اس سے بہت بڑا نقصان جنین کو پہنچے تو وہ حرام ہے۔ چاہے اس کا عادی ہو یا اس کی ابتداء کرے، اگر تمباکو نوشی ترک کرنا اس کی صحت کو بڑا نقصان پہنچاتا ہو، یا اس کا ترک نہ کرنا اس کی صحت کو نقصان نہ پہنچاتا ہو تو اس میں یہ دیکھا جائے گا کہ کونسا ضرر زیادہ ہے اس کو ترک کرنے کا یا اس کو جاری رکھنے کا (جو بھی ہو ویسا عمل کرے)۔

سوال: بچے کی ولادت کی مناسبت سے کچھ ہدیہ دیئے جاتے ہیں اور وہ ہدیہ سونے چاندی کی بنی ہوئی چیزوں یا کھانے یا نقد رقم پر مشتمل ہوتے ہیں، کیا یہ ہدیہ پیدا ہونے والے بچے کے ہیں یا اس کے والدین کے؟

جواب: ہدیے مختلف ہوتے ہیں ان میں یہ دیکھا جائے گا کہ جو نئے بچے کے لئے ہیں جیسے سونے چاندی کی بنی ہوئی چیزیں اس کی ولادت کی مناسبت سے ہوں تو وہ اس کے ہیں اور انہیں میں سے کچھ ایسے ہدیے ہوتے ہیں کہ جو مولود کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے ہوتے ہیں جیسے کھانے پینے کی چیزیں وغیرہ پس وہ اس کے والدین کے لئے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ وہ نقد رقم جو مولود کے تکیہ کے نیچے رکھی جاتی ہے یا اس کے کپڑوں میں چھپائی جاتی ہے تو وہ پہلی قسم میں شمار ہوتی ہے اور وہ خود مولود کی (ملکیت) ہوگی۔

سوال: کیا والدین کا اپنے نابالغ بچے کے مال میں تصرف کرنا جائز ہے؟

جواب: باپ کے لئے یہ تصرف کرنا جائز ہے جبکہ اس کا تصرف کرنا بچے کیلئے باعث فساد نہ ہو، لیکن ماں کا اس میں تصرف کرنا بغیر اس کے باپ دادا کی اجازت کے جائز نہیں ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک ماں کو اجازت دے دے اور بچے کے لئے

اس کا تصرف فاسد نہ ہو تو جائز ہے۔ لیکن اگر ماں کا تصرف بچے کے لئے نقصان دہ ہو تو پھر باپ، دادا کا اجازت دینا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ان پر واجب ہے کہ وہ دونوں اس کے مال کی حفاظت کریں یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جائے۔

سوال: سفید جادو جو نیک امور میں استعمال کیا جاتا ہے اس کے برخلاف کالا جادو جو برے کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے تو کیا اس سفید جادو سے استفادہ کیا جاسکتا ہے؟

جواب: تمام قسم کے جادو اور ان کی شکلیں اور ان کی اقسام حرام ہیں۔ (یہاں تک کہ یہ کام میں لایا جانے والا سفید جادو کالے جادو کے باطل کرنے میں بھی حرام ہے) مگر یہ کہ اہم مصلحت اس پر موقوف ہو، جیسے نفس محترم کی حفاظت، (تو کوئی حرج نہیں ہے)۔

سوال: ارواح کا حاضر کرنا تاکہ ان کے صاحب اور مالک کے بارے میں یا برزخ وغیرہ کے امور کے بارے میں سوال کیا جائے؟

جواب: ان ارواح کا حاضر کرنا کہ جن کا نفس محترم ہے ان کے حاضر کرنے کی بنا پر ضرور نقصان پہنچتا ہے۔ حرام ہے لیکن محترم نفس کے علاوہ دوسری ارواح کا حاضر کرنا حرام نہیں ہے۔

سوال: ان میں سے بعض تسخیر ملائکہ کا دعویٰ کرتے ہیں؟

جواب: اس دعوے کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

سوال: وہ تصویریں جو نبی اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی طرف منسوب ہیں کیا ان کا گھر میں لٹکانا حرام ہے؟ اور کیا اعتقاد رکھنا کہ ان کی صورتیں ہیں؟

جواب: ان کا لٹکانا جائز ہے، لیکن اعتقاد کی یہ صورتیں ان کے مطابق ہیں تو یہ اعتقاد یقیناً غلط ہے۔

سوال: بعض فلم بنانے والے نبی (یا آئمہ اطہار علیہم السلام) کی تاریخی فلم بناتے ہیں؟

(۱) کسی نبی کی شبیہ بننا اور لوگوں کے سامنے نبی بنکر ظاہر ہونا اسی طرح آئمہ علیہم السلام کی شبیہ بننا کیا جائز ہے؟

(۲) اگر جواب جائز ہو تو کیا یہ شرط ہے کہ شبیہ بننے والا مومن ہو؟

جواب: ان شخصیات علیہم السلام کی شبیہ بننا جائز ہے بشرط کہ انکے مقدس مقام اور ان کی تصویروں کی ہتک نہ ہو چاہے مستقبل میں کیوں نہ ہو اور بننے والا جو ان کے دور کی خصوصیات کو بتاتا ہے بعض صفات اس میں موجود ہونی چاہئے۔

سوال: لوگ رسالوں، جریدوں اور بعض محترم کتابوں کو کوڑے کرکٹ کی جگہ میں پھینک دیتے ہیں جبکہ ان میں بعض قرآنی آیات یا اللہ تعالیٰ کے نام ہوتے ہیں؟

جواب: یہ جائز نہیں ہے اگر وہ نجس ہو جائیں تو ان جگہوں سے اٹھانا اور ان کا پاک کرنا واجب ہے۔

سوال: بد قسمتی سے مناظرہ کرتے وقت بعض اشخاص ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ جن کے معنی اللہ تعالیٰ کے انکار کرنے پر مشتمل ہوتے ہیں اسی طرح معصومین علیہم السلام کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ جو ان کی شان کے مطابق نہیں ہیں اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس میں وہ سنجیدہ نہیں ہیں۔ کیا اس بنا پر ان کے اوپر حد جاری ہونا واجب ہے؟

جواب: جو کچھ وہ کہتے ہیں اگر اس میں وہ سنجیدہ اور بارادہ نہیں ہیں تو ان پر شرعی حد جاری نہیں ہوگی البتہ وہ تعزیر کے مستحق ہیں۔

سوال: اور اگر وہ خداوند جل شانہ کو برا بھلا کہنے میں سنجیدہ اور قصد وار اوہ بھی رکھتے ہوں یا نبی یا ائمہ علیہم السلام کو برا بھلا کہتے ہوں یا دین کے بارے میں یا مذہب کے سلسلہ میں الٹی سیدھی باتیں کہتے ہوں اور اس کا قصد بھی اور اس پر اصرار بھی کرتے ہوں تو کیا حکم ہے؟

جواب: ان کا حکم قتل ہے۔

سوال: متفرق سوالات ادھر ادھر کے رہ گئے ہیں؟ اور میں آپ سے بحث طویل ہو جانے کی بنا پر معافی چاہتا ہوں۔ کیا عورت کا نامحرم مرد کے پاس ڈرائیوری سیکھنا جائز ہے جبکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ وہ عورت اس کے ساتھ اکیلی ہو اور عورت اس نامحرم کے ساتھ ان جگہوں پر جائے جو مشق کرنے کیلئے بہترین ہوں اور جگہیں بھیڑ بھاڑ سے عادتاً خالی ہوں؟

جواب: اس شرط کے ساتھ جائز ہے جبکہ وہ حرام میں پڑنے سے محفوظ رہے۔

سوال: کیا عورت کو بغیر پردہ کے اپنی صورت کا فوٹو کھچوانا جائز ہے، مثلاً پاسپورٹ وغیرہ کیلئے؟

جواب: اگر وہ پاسپورٹ یا کسی اور ضروری کاغذ پر لگوانے کیلئے مجبور ہو تو اس کا فوٹو کھچوانا جائز ہے لیکن فوٹو کھینچنے والا شوہر ہو یا کوئی محرم مرد اور اگر ضرورت پیش آجائے تو پھر نامحرم فوٹو گرافر سے بھی جائز ہے۔

سوال: کیا گردن کے بل حیوان کو ذبح کر سکتے ہیں؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا میت کی قبر کھودنا جائز ہے؟ جبکہ اس سے میت کی بے حرمتی لازم نہ آتی ہو؟

جواب: جائز نہیں ہے مگر چند خاص جگہوں پر جن کی فقہ کی کتابوں میں تفصیل موجود ہے۔

سوال: فلم میں پردہ دار عورتوں کو دکھایا جاتا ہے کہ جو نامحرم مرد کے سامنے آکر اس کو غسل دیتی اور سجاتی اور مناتی ہیں؟

جواب: یہ اس وقت جائز ہے جبکہ غسل دیتے اور سجاتے مناتے ہوئے ان عورتوں کو نہ پہچانے اور ان کی صورت پہچان اور کسی فتنہ کا باعث نہ ہو۔

سوال: میں نے کچھ مال راستہ میں کسی جگہ مثلاً بازار میں یا ایئر پورٹ یا ریلوے اسٹیشن یا بس اڈے یا بندرگاہ پر پایا، اور مجھے اس بات پر بھروسہ ہے کہ میں اپنے امکان کی حد تک اس کا مالک کا پتہ نہیں لگا سکتا اس کا کیا حکم ہے؟  
جواب: اس کی طرف سے اس کا نائب بن کر صدقہ دے دینا چاہئے۔

سوال: اور اگر کوئی بچہ کچھ رقم پالے اور وہ رقم بڑی ہو اور سکہ رائج الوقت ہو تو کیا حکم ہے؟  
جواب: جب اس کے ساتھ معین صفات میں سے کوئی ایسی صفات نہ ہو کہ جس کے وسیلہ سے اس کے مالک تک پہنچا جا سکتا ہو تو بچہ کے ولی کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کو لے کر بچہ کی ملکیت کے لیے محفوظ کمرے اور اگر کوئی صفت ایسی پائی جائے کہ جس سے مالک کا پتہ لگایا جاسکے تو پھر اس کا اعلان و نشر کرنا واجب ہے جیسا کہ میں نے پچھلی گفتگو میں تم سے بیان کیا۔

سوال: اب میں اپنے عقائد کے بارے میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ میں معصومین علیہم السلام سے طلب رزق اور بچہ کی ولادت یا جان کی حفاظت یا شفاء مرض کے بارے میں سوال کرتا ہوں؟  
جواب: پہلے میں تم سے سوال کرتا ہوں۔

سوال: آیا تمہاری یہ طلب ان سے اس بنا پر ہے کہ وہ خالق ہیں یا رازق ہیں یا حفاظت کرنے والے ہیں؟  
میں نے کہا نہیں! بلکہ وہ اللہ جل سبحانہ کی طرف سے وسیلہ ہیں اور قضائے حاجت کی اس سے سفارش کرنے والے ہیں اس لئے کہ وہ کوئی کام انجام نہیں دیتے مگر اسی کے حکم سے۔ والد صاحب نے فرمایا اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ وہ اللہ سے سوال کرتے ہیں وہ پیدا کرے، وہ رزق دے یا وہ حفاظت کرے کیونکہ وہ ایسے شفیع ہیں کہ ان کے سوال یا دعا رد نہیں ہوتی اور ان کی منزلت خدا کے نزدیک عظیم ہے اور ہمارے اوپر ان کی ولایت ہے؟

میں نے کہا ہاں۔۔ ہاں۔۔ میرا مقصد یہی ہے۔

والد صاحب نے فرمایا یہ جائز ہے، خداوند عالم کا قول ہے:

”وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ“

اسی کی طرف وسیلہ اختیار کرو، اور وہی تمہارا وسیلہ اللہ کی طرف ہیں اور یہ جائز ہے۔

## دوسری جزل گفتگو

بہت سے ایسے سوالات ہیں جو عام طور پر لوگوں کے ذہنوں میں اور خاص طور پر جوانوں کے ذہنوں میں گردش کرتے رہتے ہیں ، اور میں نے گذشتہ گفتگو میں بعض سوالات بیان کیئے ہیں۔ میں نے عمدتاً اس گفتگو کی طرف رخ کیا ہے اس امید کے ساتھ کہ ایک مخصوص اور مستقل گفتگو ان سوالات کے متعلق ہو اور میری یہ امید پوری ہو گئی کیونکہ ہماری گذشتہ گفتگو اتنی طویل ہو گئی تھی کہ جس کی بنا پر اس گفتگو کا مخصوص جلسہ رکھا گیا ہے جو مقبول بلکہ قابل تحسین تھا۔ میں نے اس جلسہ کی خواہش کی تھی اور میرے والد صاحب نے میری خواہش کو قبول کیا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ آج کی گفتگو کا آغاز میں بعض طالب علموں کی تکلیف کے بارے میں کروں گا کہ جن کی پڑھائی میں کچھ چیزیں ایسی نمایاں ہوتی ہیں کہ جنکے بارے میں، میں پسند کرتا ہوں کہ شریعت اسلامی کے نقطہ نظر کو جان لوں۔

سوال: بعض فزکس کے طالب علم مالش کرنے کے طریقہ کو سیکھتے ہیں کہ جس کی بنا پر بیمار عورت کے جسم کو مس کرنا ضروری ہے اور اس پر ایسی مشق کی جاتی ہے کہ جو مریضہ کی حالت کے مناسب ہے، اور اگر طالب علم اس کو ترک کر دے تو امتحان میں ناکام ہو جائے گا تو کیا ایسی صورت میں اس کا علم سیکھنا اور اس میں مہارت حاصل کرنا جائز ہے؟

جواب: طالب علم کے لئے اس وقت یہ علم حاصل کرنا جائز ہے جبکہ اس کو معلوم ہو یا وہ مطمئن ہو۔ بعض محترم نفسوں کی حفاظت اس علم میں مہارت حاصل کرنے پر موقوف ہو۔ اگرچہ مستقبل ہی میں کیوں نہ ہو جبکہ یہ عمل اس میں جنسی رجحان پیدا کرنے کا باعث نہ بنے۔

سوال: کلیات طب میں طالب علم پر ضروری ہے کہ وہ عورت اور مرد کے بارے میں تحقیق کرے اور کبھی وہ اپنی اس تحقیق کے سلسلہ میں مرد یا عورت کے عضو تناسل کا معائنہ کرتا ہے یا ان کے پاخانہ کے مقام کا معائنہ کرتا ہے پس کیا طالب علم اور ڈاکٹر کے لئے یہ تحقیق جائز ہے؟ جبکہ اس پر محترم نفسوں کی حفاظت موقوف ہو چاہے مستقبل میں ہی کیوں نہ ہو؟

جواب: طالب علم اور طبیب دونوں کے لئے جائز ہے جبکہ نفس محترمہ کی حفاظت اس پر موقوف ہو چاہے مستقبل ہی میں کیوں نہ ہو۔

سوال: ہسپتالوں میں نبض کی نگرانی اور خون کا دباؤ دیکھنے اور زخموں کے لیپ وغیرہ کے لئے نرسیں رکھی جاتی ہیں؟

(۱) بیمار مرد پر کیا ضروری ہے کہ وہ نرس کو اپنا بدن چھونے نہ دے؟

جواب: اگر وہ مذکورہ کاموں کو انجام دینے کیلئے کسی مرد کمپوڈر کو بلا سکتا ہو تو بلائے، یا نرس کے ہاتھ پر دستاں پہننے کو کہے یا کوئی ایسی چیز رکھے جو مانع ہو مثلاً رومال، تاکہ وہ اس کام کے درمیان بغیر جسم کے چھوئے حائل ہو جائے۔

(۲) کبھی مریض کی ضرورت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب کمپوڈر نہ ہو تو فرس اسے خود ہاتھ لگائے یا اس کا بلانا مشکل ہو یا نرس مریض پر کمپوڈر سے زیادہ مہربان ہوتی ہے؟

سوال: جب تحقیق یا علاج کی ضرورت اس بات پر موقوف ہو کہ فرس اس کو چھوئے تو یہ جائز ہے جیسا کہ سوال میں فرض کیا گیا ہے، البتہ بمقدار ضرورت ہونا چاہئے۔

(۳) کبھی شرمگاہ کے مقام پر زخم ہوتا ہے اور وہاں پٹی باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے تو کیا کرنا چاہیے؟  
جواب: مریض کو چاہیے کہ وہ کمپوڈر کو طلب کمرے چاہے مرد ہو یا عورت، ہاتھوں پر دستاں پہنے یا کوئی چیز ایسی رکھے کہ جو کمپوڈر کے ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان حائل ہو اور شرمگاہ کو چھوانہ جاسکے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر پٹی باندھنے کی ضرورت کے بغیر بھی یہ جائز ہے۔

سوال: اگر ہم لمس (چھونے) کو تمام مذکورہ حالات میں نظر سے بدل دیں تو نظر کا کیا حکم ہے؟  
جواب: نامحرم کی نظر کا حکم وہی ہے جو لمس (چھونے) کا حکم ہے پس اس نظر میں وہ تفصیل ہے جو بیان ہو چکی ہے۔  
سوال: مذکورہ حالات میں عورت مریض ہو اور تیمارداری کرنے والا مرد ہو تو کیا ایسی صورت میں وہی حکم ہے جو گزر چکا ہے؟  
جواب: ہاں (بالکل وہی)

سوال: بعض بے دین شوہر اپنی بیویوں سے نماز کے ترک کرنے، بے پردگی یا مہمانوں کے لئے شراب، بیئر پیش کرنے پر یا قمار بازی میں ان کے ساتھ کھیلنے یا آنے والوں سے مصافحہ کرنے کو کہتے ہیں اور اگر وہ اس سے منع کریں تو وہ لوگ اپنی بیویوں کو مجبور کرتے ہیں، تو کیا زوجہ کو اس کا حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے شرعی واجبات کی حفاظت کی بنا پر اس کے ساتھ رہنا ترک کر دے؟  
جواب: ہاں، زوجہ کو اس کا حق ہے کہ وہ ضرورت کے مطابق اس کے ساتھ رہنا ترک کر دے اور اسی کے ساتھ شوہر پر اس کا کامل نفقہ دینا واجب ہے۔

سوال: وہ عورت جو شرعی پردہ کی پابند ہے اور اس کا شوہر پردہ کرنے سے اس کو روکتا ہے اور وہ بے پردگی اور طلاق کے درمیان اس کو اختیار دیتا ہے (تو عورت کیا کرے بے پردہ ہو جائے یا طلاق لے لے)؟  
جواب: اس کو پردہ نہ چھوڑنا چاہیے اگرچہ طلاق ہی کیوں نہ ہو جائے۔

سوال: لیکن بعض عورتوں کے لئے طلاق لینا مشکل تنگی اور شدید مشقت کا باعث ہوتا ہے؟  
جواب: مشکل اور مشقت کو برداشت کرے اور ان کو خداوند عالم کا یہ قول یاد دلاؤ: ”من یتق الله يجعل له مخرجا و یرزقه

من حیث لا یحتسب“۔

اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے بچاؤ کی راہ پیدا کرے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو

سوال: حمل سے مانع چیزوں کا استعمال ان دنوں عام ہے۔ پس اگر دواؤں وغیرہ کے استعمال سے ضرر و نقصان ہو اور امر ایسی چیزوں پر موقوف ہو جائے کہ جس میں طیب یا طیبہ کے ذریعے موضع (حمل) کا کھولنا لازم ہو جائے تو کیا ایسی صورت میں عورت کے لئے یہ جائز ہے، یہ جانتے ہوئے کہ حمل اس کے لئے نقصان و مشقت کا سبب ہے؟

جواب: اگر یہ چیز واضح ہو کہ حمل کو روکنے والی تمام چیزیں اور وہ تدبیریں کہ جو مانع حمل ہیں ایسی نقصان دہ ہیں کہ جن کو عادتاً برداشت نہیں کیا جاسکتا اور نیز یہ کہ اگر نسل بڑھانے کے اعضاء کا کھولنا اس امر پر مبنی ہو تو پھر اس عورت پر واجب ہے کہ وہ طیبہ (ڈاکٹرنی) کی طرف رجوع کرے اگر اس کا امکان نہ ہو تو پھر ڈاکٹر کی طرف رجوع کرے۔

سوال: کیا کسی عورت کو کسی دوسری عورت کی ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ شرم گاہ کے علاوہ دیکھنا جائز ہے؟  
جواب: اگر جنسی رجحان نہ ہو تو دیکھنا جائز ہے۔

سوال: بعض عورتیں، افزائش نسل نہیں چاہتیں اور ان کے شوہر چاہتے ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟  
جواب: وہ کس طرح افزائش نسل سے مانع ہوتی ہیں؟

سوال: دوا کے استعمال سے یا انجکشن کے ذریعے یا رحم کو جماع کے بعد دھو کر؟  
جواب: یہ تمام چیزیں جائز ہیں بشرطیکہ یہ کسی بڑے نقصان سے دوچار نہ ہوں۔

سوال: عورت کا لوپ لگوانا کیسا ہے؟

جواب: اگر عورت جانتی ہو کہ لوپ لگوانا اس بات کا سبب بنے گا کہ مرد کے نطفہ سے اس کے بیضے تر ہونے کے بعد تلف ہو جائیں گے تو پھر اس کا استعمال عورت کے لئے جائز نہیں ہے۔

سوال: اور منی کا عزل کرنا کیسا ہے؟ اگر عورتیں جماع کے دوران مہبل میں منی ٹپکانے سے مانع ہوں تو؟  
جواب: ان کو اس کا کوئی حق نہیں ہے۔

سوال: کیا شوہر کے لیئے جائز ہے کہ وہ زوجہ کو اولاد پیدا نہ کرنے پر مجبور کرے جبکہ وہ چاہتی ہو؟  
جواب: شوہر اس کو اس بات پر کس طرح مجبور کریگا۔

سوال: وہ گولی کھانے یا انجکشن لگوانے یا لوپ کے لگوانے پر مجبور کرے گا؟  
جواب: اس کو یہ حق نہیں ہے۔

سوال: کیا شوہر کے لیے جائز ہے کہ وہ جماع کے وقت مانع حمل چیزوں کو استعمال کرے؟

جواب: ہاں، لیکن اس چیز پر عورت کی موافقت ضروری ہے۔

سوال: اگر دوران جماع وہ عورت کی شرمگاہ میں منی نہ ٹپکائے (یعنی عزل کر دے) تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس کو اس کا حق ہے۔

سوال: کیا طبی دوائیں کھا کر عورتیں اپنی مہواری کو روک سکتی ہیں؟

جواب: ان کے لئے ان چیزوں کا استعمال جائز ہے۔

سوال: حمل کے شروع کے دنوں میں جنین کا ساقط کرنا آسان ہے کیا ماں کو اس کا ساقط کرنے کا حق ہے؟

جواب: ہرگز نہیں، اس کے لیئے جائز نہیں ہے مگر یہ کہ جنین کا اس کے رحم میں رہنا نقصان دہ ہو یا اس کا باقی رہنا اتنے بڑے

نقصان کا باعث ہو کہ وہ عادتاً اس کو برداشت نہ کر سکتی ہو تو جائز ہے۔

سوال: عورتوں کا عورتوں سے عام راستوں، ایئرپورٹ یا بازاروں اور تفریح کی جگہوں پر ملنا، گلے لگانا کیسا ہے؟

جواب: عورتوں کا عورتوں کو گلے لگانا جائز ہے بشرطیکہ حرام فعل پر تمام نہ ہو۔

سوال: آج کل عام طور پر عورتیں سڑکوں پر نکلتی ہیں اگر ان کی وہ جگہیں بے پردہ ہوں کہ جن کا پردہ کرنا واجب ہے کیا ان کی

طرف بغیر شہوت یا بغیر جنسی لذت کے دیکھنا جائز ہے؟

جواب: ہاں، اگر ان کو بے پردگی سے منع کیا جائے اور وہ نہ رکیں تو ان کی طرف دیکھنا جائز ہے۔

سوال: اس زمانے میں رائج ہے کہ عورتیں زینت کے لئے آنکھوں میں سرمہ اور پیشانی پر ٹیکہ لگا کر انگوٹھی، ہار چوڑی پہن کر

بازاروں اور شاہراہوں پر لوگوں کے سامنے نکلتی ہیں؟

جواب: جائز نہیں ہے البتہ آنکھوں میں سرمہ اور انگوٹھی پہننا جائز ہے بشرطیکہ فعل حرام میں پڑنے سے محفوظ رہیں اور نامحرم

مردوں کو دکھانے کا مقصد نہ ہو۔

سوال: اب ذرا پردہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میں آپ سے ایک ایسی عورت کے بارے میں سوال

کروں کہ جو اپنے پاؤں کو کھلا رکھ کر نامحرم کے سامنے نکلتی ہے؟

جواب: یہ جائز نہیں ہے۔

سوال: دوسری عورت نماز پڑھنے کی حالت میں اسی طرح اپنے پاؤں کو کھلا رکھتی ہے؟

جواب: جائز ہے اور پاؤں کا نماز کی حالت میں کھلا رکھنا جائز ہے۔

سوال: عورت کا کرایہ کی گاڑی میں سوار ہونا کیسا ہے جبکہ اس کے اور ڈرائیور کے علاوہ کوئی تیسرا شخص نہ ہو؟

جواب: کیا یہ جنسی رجحان کو بڑھاتا ہے یا حرام فعل میں مبتلا کر دیتا ہے؟

سوال: ایسا نہیں ہے بلکہ میں نے ان دنوں ڈرائیوروں کی عادت کے مطابق سوال کیا ہے؟

جواب: جب تک وہ اپنے نفس پر کنٹرول رکھے اور فعل حرام میں مبتلا نہ ہو تو اس کے ساتھ اس کا سوار ہونا جائز ہے۔

سوال: کسی مرد کا عمداً اور اردتاً اپنی زوجہ کے علاوہ کسی غیر کے ساتھ جنسی فعل کو انجام دینے کے بارے میں فکر کرنا کیسا ہے؟

جواب: اس کا سوچنا حرام نہیں ہے، جب تک کہ وہ فعل حرام کی طرف منتہی نہ ہو۔

سوال: آپ نے گزشتہ بحث میں مجھ سے فرمایا تھا کہ پوشیدہ عادت کو انجام دینا حرام ہے تو کیا مرد اور عورت اس حکم میں برابر

ہیں؟

جواب: ہاں جس طرح مرد کو اپنے عضو تناسل سے کھیلنا یہاں تک کہ انزال ہو جائے حرام ہے اسی طرح عورت کو بھی اپنے

عضو تناسل سے کھیلنا حرام ہے یہاں تک کہ اس کو انزال ہو جائے۔

سوال: مرض کی حالت میں ڈاکٹر تحقیق کرنے کے لئے اس سے منی چاہتا ہے اور مریض کے پاس منی نکالنے کا کوئی شرعی

طریقہ نہیں ہے اور اس کا نکالنا ضروری ہے کیونکہ ڈاکٹر کی مانگ ہے۔

جواب: جب مریض مجبور ہو جائے تو پھر اس کے لئے جائز ہے۔

سوال: جب کوئی شخص چاہے کہ وہ اپنی آزمائش کرائے کہ وہ بچے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں، لہذا ڈاکٹر نے اس سے

منی کو مانگا ہے تاکہ وہ تحقیق کرے؟

جواب: جب تک وہ اس پر مجبور نہ ہو جائے اس وقت تک منی کا نکالنا جائز نہیں ہے۔

سوال: اس آخری زمانہ میں جدید عملی مشینری کے ذریعہ (بطن مادر میں) جنین کی حالت کو بیان کرنا ممکن ہے۔ کہ اگر جنین کی

حالت پیدائشی اعتبار سے بہت خراب ہو اور علمی اعتبار سے یہ ثابت ہو جائے کہ جنین کی پیدائشی صورت حال خراب ہے یا وہ کئی

بلاؤں یا کسی ایک بڑی بلا میں مبتلا ہے تو کیا اس کا اسقاط کرنا جائز ہے؟

جواب: صرف جنین کی صورت حال کا خراب ہونا اس کے اسقاط کے جائز ہونے کا سبب نہیں بنتا۔ ہاں اگر اس کا باقی رہنا

رحم مادر میں ماں کے لئے ضرر اور ایسی مشقت کا سبب بنے کہ جو عادتاً محال ہو تو اس کا اسقاط جائز ہے اور یہ چیز بھی روح داخل

ہونے سے پہلے جائز ہے اور روح کے بعد اس کا اسقاط کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے۔

سوال: تلقیح (منی کا پیوند لگانا) اس زمانہ میں حمل اور پیدائش مصنوعی طریقہ سے کی جاتی ہے اور وہ مختلف اقسام پر ہے میں

چاہتا ہوں کہ اس کی آپ کو نشاندہی کرا کر اسلامی اور شرعی نظریہ کو اس بارے میں معلوم کروں۔

جواب: کہئے۔

سوال: کیا شوہر کی منی لے کر اس کو اس کی زوجہ کے رحم میں انجکشن یا دوسرے طریقوں سے ڈالا جاسکتا ہے؟

جواب: اس حد تک جائز ہے۔

سوال: کیا شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کی منی کسی دوسری عورت کے رحم میں ڈالنا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں ہے۔

سوال: کیا مرد کی منی لے کر اور زوجہ کا بیضہ لے کر ان دونوں کا آزمائش طبی ٹیوب میں ملا کر پھر اس بیضہ کو عورت کے رحم میں ڈال سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: یہ بھی ایک حد تک جائز ہے۔

سوال: شوہر کی منی لے کر اور کسی دوسری ایسی عورت کا بیضہ لے کر کہ اس کی بیوی نہ ہو اس کو ملا کر پھر بیوی کے رحم میں منتقل کر سکتے ہیں؟

جواب: یہ بھی کسی حد تک جائز ہے۔

سوال: اس حالت میں بچہ کس سے ملحق کیا جائے گا؟ بیضہ والی عورت یا اس رحم والی عورت سے کہ جس میں نطفہ کامل ہوا ہے میری مراد یہ ہے کہ کون اس کی نسبتی ماں ہے؟

جواب: اس مسئلہ میں دو احتمال ہیں، ان دونوں کے درمیان احتیاط ضروری ہے۔

سوال: کسی عورت کا بیضہ لے کر اور کسی دوسرے ایسے مرد کی منی لے کر کہ جو اس کا شوہر نہ ہو دونوں کو ملا کر پھر اس عورت کے رحم میں پلٹا سکتے ہیں؟

جواب: اس سے اجتناب لازمی ہے۔

سوال: پھر دوبارہ طالب علموں کے مسائل کی طرف پلٹتا ہوں۔ میرا سوال اسکول کے طالب علم کو مارنے کے بارے میں ہے کیا طالب علم کے ولی سے اجازت لینا واجب ہے مراد اس کا مارنا ہے؟

جواب: شاگردوں کا مارنا جب کہ وہ دوسروں کو ستائیں یا وہ کسی حرام کام کے مرتکب ہوں تو مارنا جائز ہے اور ولی کی اجازت صرف تین چھڑیوں تک ہے (اس سے زیادہ نہیں) اور لازم ہے کہ چھڑی اتنی ہلکی ہو کہ جس سے بدن سرخ نہ ہو ورنہ دیت دینا واجب ہوگی۔

سوال: کیا اسکول کے امتحانات میں نقل کرنا جائز ہے جبکہ کچھ ٹیچر حضرات اس پر طلاب کی مدد کرتے ہیں؟

جواب: یہ جائز نہیں ہے۔

سوال: فن و ہنر کے کالجوں میں بعض طلبہ کو روح والی مخلوقات کی مجسمہ سازی سیکھائی جاتی ہے اگر وہ اسکے بنانے میں شرکت نہیں کریں گے تو وہ کامیابی سے محروم اور کالج سے نکال دیئے جائیں گے پس ایسی صورت میں کیا ان کے لیے جائز ہے؟

جواب: ان کے ترک کرنے کی بنا پر کامیابی سے محرومی اس بات کا تنہا تقاضا نہیں کرتی کہ اس فعل کا انجام دینا جائز ہو جائے (شرعاً ممنوع ہے)۔

سوال: گیند، اور گیند کی تمام شکلوں اور اقسام کا کھیلنا ہر جیت کے ساتھ بغیر کسی شرط کے جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: ہاں جائز ہے۔

سوال: کشتی لڑنا اور مکہ بازی بغیر شرط کے جائز ہے؟

جواب: دونوں جائز ہیں بشرطیکہ ان دونوں سے بدن کو نقصان نہ پہنچے۔

سوال: مردوں کو جو اہم مسائل ہیں (ڈاڑھی کا منڈوانا ہے) بعض لوگ اپنی ڈاڑھیوں کو منڈواتے ہیں اور صرف ٹھڈی کے اوپر بال رکھتے ہیں کیا یہ شرعاً کافی ہے؟  
جواب: کافی نہیں ہے۔

سوال: جب ڈاڑھی کو آج استرے سے مونڈا جائے تو کیا دوسرے روز اس جگہ بال اگنے سے پہلے استرا پھیرنا جائز ہے؟  
جواب: یہ جائز نہیں ہے۔

سوال: مجھے معاف کیجئے گا کہ میں اس سوال کی طرف منتقل ہو رہا ہوں جس کا تعلق باپ اور اولاد کے درمیان ہے آپ سے معذرت کے بعد سوال کرتا ہوں ان حدود کے بارے میں کہ جو والدین کے احکام کو بجالانے کے سلسلہ میں واجب ہیں؟  
جواب: اسلام اولاد پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کو واجب قرار دیتا ہے۔

سوال: خوب کیا اطاعت والدین ہر چیز حتیٰ روزمرہ کی زندگی میں بھی واجب ہے مثلاً والد اپنے بچے کو حکم دے یہ پھل کھاؤ یا دس بچے سو جاؤ۔ اور اسی طرح کے دوسرے امور؟  
جواب: ہاں یہ چیز بچے کے لئے اچھی ہے۔

سوال: جبکہ والدین اپنی اولاد کو کسی معین چیز سے منع کریں اس احتمال کے ساتھ کہ اس چیز کا نقصان اس کی اولاد کو ہوگا جبکہ اس کی اولاد کا اعتقاد یہ ہو کہ وہ چیز اس کے لئے مضر نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟  
جواب: ایسی حالت میں والد کی مخالفت جائز نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے اس کی مخالفت کرنا اس کی اذیت کا باعث ہو۔

سوال: جب کہ والد اپنے لڑکے سے کہے میں جانتا ہوں کہ یہ سفر تم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا لیکن تمہاری دوری مجھے اذیت پہنچائے گی لہذا تم کو سفر کرنے سے منع کرتا ہوں؟

جواب: قبل اس کے کہ تمہارے سوال کا جواب دوں اس سوال کے بارے میں تم سے پوچھتا ہوں اگر لڑکا باپ کی اطاعت کرتے ہوئے سفر نہ کرے تو کیا سفر کا نہ کرنا لڑکے کو نقصان دہ ہے؟

سوال: ہرگز نہیں بچہ کا سفر نہ کرنا کسی نقصان کا باعث نہیں ہے لیکن وہ اپنے شوق اور گھومنے پھرنے سے جو تحقیق حاصل ہوتی ہے اس سے محروم ہو جائے گا۔

جواب: اس بنا پر اس کا سفر کرنا جائز نہیں ہے جبکہ اس سے اسکے والد کو تکلیف پہنچتی ہو۔

سوال: اب میں جوانوں کے اکثر شوقین کھیل کے موضوع کی طرف آتا ہوں اور وہ بغیر شرط کے شطرنج اور جوئے کا کھیلنا ہے؟  
جواب: دونوں کا کھیلنا جائز نہیں ہے۔

سوال: بہت سے لوگ شطرنج اور جوئے کے علاوہ دوسری چیزوں سے کھیلتے ہیں ایسی چیزیں کہ جو قمار میں شمار ہوتی ہیں لیکن صرف تفریح کے لئے کھیلتے ہیں بغیر شرط کے؟

جواب: جتنی بھی چیزیں قمار میں شمار ہوتی ہیں ان کا کھیلنا حرام ہے چاہے بغیر شرط ہی کے کیوں نہ ہو۔

سوال: بعض الیکٹرونک کھیل جو ایسی چیزوں کے ذریعہ جس کا نام (اثاری) ہے دور سے ٹیوی پر دیکھا جاتا ہے اور ان سے الیکٹرونک طاقت کے ذریعہ کھیلا جاتا ہے اور وہ صرف تفریح ہے بغیر کسی شرط کے؟

جواب: وہ تمام چیزیں جوٹی وی پر قمار کے آلات کے ذریعہ دکھی جاتی ہیں تو اثاری چیزوں کے ذریعہ ان سے کھیلنا جائز نہیں ہے اور اگر وہ قمار والے آلات نہیں ہیں تو جائز ہے۔

سوال: قمار کے آلات سے اب میں رقص (ناچ) کی طرف آتا ہوں۔ پس میرا سوال بیوی کے ناچ کے بارے میں ہے کہ جو اپنے شوہر کے سامنے ناچتی ہے تاکہ اس کی محبت اور اس کا رجحان اس کی طرف بڑھے؟

جواب: یہ اس کے لئے جائز ہے۔

سوال: اگر کوئی عورت دوسرے کے سامنے ناچے تو؟

جواب: جائز نہیں ہے کہ وہ شوہر کے علاوہ دوسرے مردوں کے سامنے ناچے بلکہ اس کا عورتوں کے سامنے بھی رقص کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال: کسی مرد کا مردوں کے سامنے یا ایسی عورتوں کے سامنے رقص کرنا کہ جو اس کی بیوی نہیں کیسا ہے؟

جواب: اس کا رقص کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

سوال: شادی یا دوسری تفریحی محفلوں میں مردوں یا عورتوں کا تالیاں بجانا کیسا ہے؟

جواب: ان کے لئے جائز ہے بشرطیکہ کسی دوسرے حرام فعل کے مرتکب نہ ہوں۔

سوال: اب میرا سوال دینی غنا کے سننے کے جواز میں ہے؟

جواب: تمہاری مراد وہ دینی کلمات ہیں کہ جو اہل لہو و طرب کے مشہور لحنوں سے ادا ہوتے ہیں؟

سوال: ہاں -

جواب: ان کا سننا حرام ہے اور اسی طرح ہر وہ کلام جو لہو میں مبتلا کرنے والا نہیں ہے اور ان کے لحنوں سے ادا ہوتا ہے چاہے دعا ہو یا کوئی اور ذکر ہو (یا ان دونوں کے علاوہ اور کچھ ہو)

سوال: اور لہوی کلام جو ان کے لحنوں سے ادا ہوتا ہے؟

جواب: یہی تو غنا ہے جو مشہور ہے اور اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں ہے

سوال: موسیقی کا اطلاق ہمارے اس زمانہ میں کس چیز پر ہوتا ہے؟

جواب: وہ دو قسموں پر ہوتا ہے ایک تو لہو و طرب کی محفلوں سے مناسبت رکھتی ہے پس اس کا سننا حرام ہے اور اس کے

علاوہ جو ہے اس کا سننا جائز ہے۔

سوال: بعض موسیقی کی قسمیں ایسی ہیں کہ جو تلاوت کلام پاک سے پہلے یا اذان کہنے سے پہلے یا کبھی دینی پروگرام سے پہلے یا جو

دینی پروگرام سے ملحق ہیں اس سے پہلے بجائی جاتی ہیں کیا ان کا سننا جائز ہے

جواب: یہ موسیقی کی دو سری قسم سے مربوط ہے جو حلال ہے۔

سوال: وہ موسیقی کہ جو خبروں کے بیان کرنے سے پہلے نشر کی جاتی ہے

جواب: یہ بھی جائز ہے

سوال: بعض گھڑیوں میں معین وقت الارم بتانے کے لئے موسیقی فٹ کردی جاتی ہے تاکہ جب چاہیں ان کو معین وقت پر

لگادیں لہذا ان کا بیچنا اور ان کا خریدنا اور ان کی موسیقیوں کو سننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے

سوال: کلاسیکی موسیقی وہ ہے کہ جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اعصاب کو تحریک میں لانے اور ان کو متاثر کرنے کے لئے

استعمال ہوتی ہے اور وہ کبھی روح امراض کے علاج کے لئے استعمال کی جاتی ہے کیا اس کا سننا جائز ہے؟

جواب: ہاں ہر وہ موسیقی کہ جو لہو و طرب کے مانند نہیں اس کا سننا جائز ہے

سوال: وہ تصویری موسیقی کہ جو ٹیلی ویژن کی فلموں میں دکھائی جاتی ہے اور ان سے غرض دیکھنے والے کا متاثر کرنا ہوتا ہے جو

فلم سے متعلق ہے پس جب کہ فلم کا دیکھنے والا اس موسیقی سے مرعوب ہو اور وہ موسیقی دیکھنے والوں پر اثر انداز ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: یہ بھی اکثر حلال قسم سے تعلق رکھتی ہے۔

سوال: غزل ترانے کبھی موسیقی کے ذریعہ نشر کئے جاتے ہیں ان کا سننا کیسا ہے

جواب: ان پر مذکورہ قاعدہ کے مطابق عمل کیا جائے (یعنی یہ حلال موسیقی کی قسم ہے)

سوال: مجھے معاف کیجئے دو سوال کرتا ہوں  
جواب: کیجئے۔

سوال: کیا بعض حالات میں عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ نامحرم مردوں کے لئے اپنے کو معطر کرے؟

جواب: اس کے لئے یہ مناسب نہیں ہے بلکہ جب نامحرم مرد سے فتنہ کا اندیشہ ہو یا اس کا جھکاؤ کا سبب ہو تو جائز نہیں ہے۔

سوال: کسی عزیز کی وفات پر اس کے سوگ میں عورتیں کالے کپڑے پہنتی ہیں اور کبھی اپنے چہروں اور سینوں وغیرہ پر ہاتھ مارتی ہیں کیا ان کے لئے یہ جائز ہے۔

جواب: ہاں جائز ہے۔

## فہرست

۴	توجہ.....
۵	مقدمہ.....
۵	پہلا حصہ.....
۶	حصہ دوم.....
۶	حصہ سوم.....
۸	وصیت کے بارے میں گفتگو.....
۱۳	وراثت کے متعلق گفتگو.....
۱۳	پہلا طبقہ:.....
۱۳	دوسرا طبقہ:.....
۱۳	تیسرا طبقہ.....
۱۸	وقف کے بارے میں گفتگو.....
۲۱	امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق گفتگو.....
۲۵	پہلا مرتبہ.....
۲۵	دوسرا مرتبہ.....
۲۵	تیسرا مرتبہ.....
۲۸	(۱) ”التوکل علی اللہ“ (اللہ پر بھروسہ رکھنا).....
۲۸	(۲) ”الاعتصام باللہ تعالیٰ“ (خدا کو اپنی پناہ بنانا).....
۲۸	(۳) ”اللہ کا اس کی مسلسل نعمت پر شکر کرنا“.....
۲۹	(۴) ”اللہ سے حسن ظن (اچھا گمان رکھنا)“.....

- (۵) ”رزق و عمر و نفع و نقصان میں اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنا“ ..... ۲۹
- (۶) ”خداوند عالم سے خوف اور اس کے ساتھ اس سے امید بھی رکھنا“ ..... ۲۹
- (۷) ”صبر اور غصہ پینا“ ..... ۳۰
- (۸) ”اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں پر صبر کرنا“ ..... ۳۱
- (۹) ”عدل“ ..... ۳۱
- (۱۰) ”شہوت پر عقل کو غلبہ دینا“ ..... ۳۱
- (۱۱) ”تواضع“ ..... ۳۲
- (۱۲) ”کھانے پینے اور دوسری چیزوں میں اعتدال قائم رکھنا“ ..... ۳۲
- (۱۳) ”لوگوں کے ساتھ انصاف کرنا“ ..... ۳۳
- (۱۴) ”عفت کو محفوظ رکھنا“ ..... ۳۳
- (۱۵) ”لوگوں کے عیوب کو دیکھ کر انسان کا اپنے عیب کی طرف متوجہ ہونا، ..... ۳۳
- (۱۶) ”مکارم الاخلاق سے اپنے کو آراستہ کرنا“ ..... ۳۴
- (۱۷) ”حلم“ ..... ۳۴
- (۱۹) ”زیارت کرنا، ..... ۳۵
- (۲۰) ”دنیا سے کنارہ اختیار کرنا“ ..... ۳۶
- (۲۱) مومن کی مدد کرنا اور اس کے غم میں شریک ہونا اور اس کو خوش کرنا اور اس کو کھانا کھلانا اور اس کی حاجت روائی کرنا۔ ..... ۳۷
- (۲۲) ”ہر روز اپنے نفس کا محاسبہ کرنا“ ..... ۳۸
- (۲۳) ”امور مسلمین کو اہمیت دینا“ ..... ۳۹
- (۲۴) ”سخاوت و کرم اور ایثار“ ..... ۳۹

- ۴۰ ..... (۲۵) ”اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا“
- ۴۰ ..... (۲۶) ”گناہوں سے توبہ کرنا چاہیے“
- ۴۲ ..... (۱) ”ظلم کرنا“
- ۴۳ ..... (۲) ”ظالم کی مدد کرنا اور اس پر راضی رہنا“
- ۴۴ ..... (۳) ”انسان کا اتنا شیر ہونا کہ جس کے شر سے لوگ بچتے ہوں“
- ۴۴ ..... (۴) ”قطع رحم کرنا“
- ۴۵ ..... (۵) ”غصہ کرنا“
- ۴۶ ..... (۶) ”غرور اور تکبر کرنا“
- ۴۷ ..... (۷) ”ناحق یتیم کا مال کھانا“
- ۴۷ ..... (۸) ”جھوٹی قسمیں کھانا“
- ۴۷ ..... (۹) ”جھوٹی گواہی دینا“
- ۴۷ ..... (۱۰) ”مکر اور دھوکا بازی“
- ۴۸ ..... (۱۱) ”مومن کو حقیر اور فقیر کو گرا ہوا سمجھنا“
- ۴۸ ..... (۲۱) ”حسد کرنا“
- ۴۹ ..... (۱۳) ”غیبت کرنا اور اس کا سننا“
- ۴۹ ..... (۱۴) ”دنیا کی حرص اور مال سے محبت کرنا“
- ۵۱ ..... (۱۵) ”تہمت لگانا، برا بھلا کہنا، بدزبانی اور گالیاں دینا“
- ۵۱ ..... (۱۶) ”والدین کا عاق کرنا“
- ۵۲ ..... (۱۷) ”جھوٹ بولنا“
- ۵۳ ..... (۱۸) ”وعدہ خلافی کرنا“

- ۵۴ ..... (۱۹) گناہ پر اصرار کرنا اور اس کو ترک نہ کرنا اور اس پر نادم نہ ہونا۔
- ۵۵ ..... (۲۰) ”غذا کا احتکار کرنا (ذخیرہ اندوزی) اس نیت کے ساتھ کہ اس کی قیمت زیادہ ہوگی“
- ۵۵ ..... (۲۱) ”دھوکہ بازی کرنا“
- ۵۶ ..... (۲۲) ”اسراف و تبذیر“
- ۵۷ ..... (۲۳) ”واجبات میں سے کسی واجب کا ترک کرنا“
- ۵۹ ..... پہلی جزل گفتگو
- ۷۰ ..... پہلی جہت:
- ۷۰ ..... دوسری جہت:
- ۷۶ ..... دوسری جزل گفتگو